بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ وعلی عبدہ المسیح الموعود

REGD. No P. 67

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

جلد ۲۰ شمارہ ۹

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN

اخبار احمدیہ

قادیان یکم امان (مارچ)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۲۳ ر تبلیغ کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ احباب جماعت درد و الحاح سے دعاؤں میں لگے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

ربوہ ۲۴ ر تبلیغ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت گزشتہ دو روز سے ضعف کی وجہ سے بہت ناساز رہی۔ آج صبح طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ احباب التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کی عمر میں بہت برکت ڈالے آمین۔

قادیان یکم امان۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ کی دائیں آنکھ میں موتیا کا اپریشن کرانے کے لئے آج محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب آپ کو (باقی صفحہ ۲ پر)

۶ محرم الحرام ۱۳۹۱ھ ۔ ۴ امان ۱۳۵۰ ہش ۔ ۴ مارچ ۱۹۷۱ء

زیارتِ قادیان کے متعلق

ایک جرمن نو مسلم احمدی بھائی کے ایمان افروز تاثرات

ہمارے نو مسلم فاضل جرمن دوست مکرم ڈاکٹر محمد عبدالہادی کیوسی صاحب نے جنہوں نے سپرانٹو زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے۔ زیارتِ قادیان کے بعد جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی پھر حرمین الشریفین کی زیارت اور عمرہ کا شرف حاصل کیا۔ واپسی پر آپ نے جرمنی سے شائع ہونے والے جماعتِ احمدیہ کے ماہوار رسالہ "DER ISLAM" کے (جس کے آپ ایڈیٹر بھی ہیں) جنوری ۱۹۷۱ء کے شمارہ میں ایک اداریہ "قادیان" کے عنوان کے تحت قلمبند فرمایا ہے۔ اس کا ترجمہ افادۂ احباب کے لئے پیشِ خدمت ہے۔ (ایڈیٹر)

یہ داستانِ سفر نہیں ہے! ہاں یہ ممکن ہے کہ کسی روز مجھے گذشتہ سال کے آخری ہفتوں کے واقعات پر تاریخی نقطہ نگاہ سے اور غیر جذباتی طور پر غور کرنے کا موقع ملے۔ تاہم مجھے توقع ہے کہ میرے قادیان۔ ربوہ۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے حالاتِ سفر کی روداد باوجود میری کوتاہ قلمی کے خالی از دلچسپی نہ ہوگی ——— تاحال میں باقاعدہ اور تاریخ وار اپنے حالاتِ سفر کو ضبطِ تحریر میں نہیں لا سکتا اور یہ اس وقت تک ممکن بھی نہیں جب تک میرے جذبات کا ہیجان خیز تلاطم قدرے پرسکون نہ ہو جائے۔

تاہم میں شدید خواہش رکھتا ہوں کہ بعض وہ امور جو میرے ذاتی مطالعہ و مشاہدہ کی خوردبین سے ظاہر ہو کر میرے لئے انتہائی قدر و قیمت کا باعث بن گئے ہیں۔ میں انہیں ضبطِ تحریر میں لے آؤں۔ آج کی فرصت میں اس سلسلہ میں سرزمینِ قادیان میں پیش آمدہ دو اہم واقعات بیان کرنا چاہتا ہوں:-

قادیان! ——— جو شخص جماعت احمدیہ کی تاریخ سے واقفیت رکھتا ہے وہ اس اس نام کی اہمیت کو بخوبی جانتا ہے ——— لیکن بیرونی دنیا کے لئے قادیان کی حیثیت ایک معمولی گاؤں سے بڑھ کر نہیں ہے جس میں تعداد کے لحاظ سے ایک معمولی سی جماعت رہتی ہے ——— ایک چھوٹا سا جزیرہ۔ جو میل ہا میل تک ایسے ماحول سے گھرا ہوا ہے جس کی فضا آج سازگار دکھائی دیتی ہے۔ لیکن کچھ عرصہ پہلے تک نفرت۔ حقارت۔ دشمنی اور تشدد کے جذبات سے مکدر تھی۔ میرے اس "سفرنامہ" میں اس امر کا تذکرہ ہوگا کہ میں ایک عام ہوائی پرواز کے ذریعہ فرانکفورٹ سے کراچی پہنچنے کے بعد کن غیر معمولی حالات میں قادیان تک پہنچا۔

اِس طرح اس میں یہ بھی ذکر ہوگا کہ کس طرح ایک حسابی حد تک تابعِ اوقات پروگرامِ سفر ایک دلچسپ مہم کی صورت اختیار کر گیا۔ اس مہم کا آغاز کراچی سے لاہور تک کی پرواز کے دوران اس طرح ہوا کہ کراچی سے لاہور کی متوقع پرواز کے منسوخ ہو جانے کی وجہ سے ایک دوسری پرواز لی گئی جو کراچی سے راولپنڈی جاتی تھی اور پھر وہاں سے ایک اور پرواز کے ذریعے لاہور آنا تھا۔ لیکن راولپنڈی میں موسم کی خرابی کے باعث اسی پرواز کو راولپنڈی اترے بغیر ہی لاہور کا رخ کرنا پڑا۔

پھر قادیان جانے کے لئے پاکستان اور بھارت کی سرحد پر پہنچا۔ کسی غلط فہمی کی بناء پر جس موٹر کار کے سرحد پر پہنچنے کی توقع تھی، وہ نہ آ سکی۔ سرحد سے قادیان تک جانے کے لئے جو ٹیکسی لی گئی راستہ میں اس کے تین ٹائر یکے بعد دیگرے بے کار ہو گئے اور اور دوسرے نقائص بھی پیدا ہو گئے جن کے بیان کے لئے بھی تفصیل درکار ہے۔ اور جن کی شاید کوئی توجیہ بھی تلاش کی جا سکتی ہے۔

"کیا" اور "کیسے" کا علم بعض اوقات انسان کو غیر ارادی طور پر "کیوں" کی تلاش کی طرف راہنمائی کرتا ہے ——— کم از کم میرے ساتھ ایسا ہی ہوا ——— میں نے زندگی میں بارہا اپنے نام "عبدالہادی" کی حقیقت کو آشکارا ہوتے دیکھا ہے۔ ان قارئین کرام کے لئے جو اس مہمانہ سفر کے حالات کے جاننے کا شوق رکھتے ہوں ——— یہ واقعہ جو امرتسر کے قریب پیش آیا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ یہاں پر ٹیکسی کار کا دوسرا ٹائر بے کار ہو جانے پر ایک سکھ نوجوان کی بازو والی گھڑی کے ساتھ مجھے اپنی اٹلی کی بنی ہوئی جیبی گھڑی کا تبادلہ کرنا پڑا۔

تاہم آخر کار بٹالہ کے قریب ٹیکسی کو بیکار حالت میں چھوڑ کر ایک بس کے ذریعہ قادیان پہنچا۔ شراب سے دھت ایک غیر مسلم کے ٹانگہ پر بیٹھ کر خدا خدا کر کے آسمان پر روشن تاروں کی روشنی میں میں مسجد مبارک تک پہنچا ——— ہاں اس مسجد میں جو وہاں پر آباد جماعت کے دلوں میں بستی ہے۔

اس ایک سو پندرہ میل کے سفر کا آٹھ گھنٹوں میں طے ہونا! ——— دن بھر کے ناساعد حالات کے باعث طبعی طور پر میرے دل میں بے قراری اور بے چینی بڑھتے جذبات، ہیجان خیز بند کی ایک ایسی صورت اختیار کر گئے کہ میں خیال کر رہا تھا کہ قادیان کے در و دیوار اور وہاں کے لوگوں سے ملتے ہی نہ جانے جذبات کا یہ بند کس انداز سے ٹوٹے گا۔

لیکن میرے پہنچنے کے فوراً بعد ہی میں نے وضو کیا اور مجھے بیت الدعا میں جانے کا موقع دیا گیا۔ وہاں پر کچھ اور ہی کیفیت پیدا ہو گئی ——— ایک عجیب غیر متوقع کیفیت ——— ہاں اس چھوٹے سے کمرے میں ——— جس میں حضرت بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اپنی زندگی کے کتنے ہی گھنٹے۔ کتنے ہی دن اور کتنے ہی مہینے دعاؤں۔ ذکرِ الٰہی اور خدائے قادر و توانا اور واحد و یگانہ کی دلی عبادت میں گذارے تھے۔

یکایک نہایت امن و سکون اور خاموشی کا یہ عالم تھا۔ میری بیقراری زائل ہو گئی۔ آن واحد میں ہیجان خیز بند غائب ہو گیا۔ اور میری روح سکون و طمانیت اور ناقابلِ بیان خوشی سے بھر گئی۔ کسی قسم کا نہ غصہ نہ اشتعال بلکہ خاموشی اور محبت بھرا سکون۔

میں نہیں جانتا کہ میں کتنی دیر اس کمرہ میں رہا۔ کیونکہ گو اس وقت کئی دیگر احباب تھے نہ کسی نے آواز دی اور نہ ہی مجھے ہٹایا ——— تھوڑی دیر کے لئے وقت کی رفتار کے اندازہ سے مجھے قطعی احساس نہ رہا۔ اور اپنے گرد و پیش کی مادی دنیا (باقی دیکھئے صفحہ ۸ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۴ ہرامان ۱۳۵۰ ہش

دُعا کی قبولیّت اور اس کے آداب

بارگاہِ ربّ العزّت میں عاجز بندے کی دعا اور اس کی قبولیت جہاں خدا اور بندے کے قریبی تعلق اور خدا کی خاص رحمت اور فضل کی آئینہ دار ہے وہاں قبولیتِ دعا ہستی باری تعالیٰ کا بھی ایک زبردست اور واضح ثبوت ہے۔ خدا کائناتِ عالم کا خالق اور تمام موجودات کی جان ہے۔ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ ہر حرکت و سکون کا جاننے والا اور ہر شے پر قادر ہے۔ اس کی ہستی سے ثابت تر اور کوئی چیز نہیں اور اس سے ظاہر تر کوئی نہیں۔ قرآنی بیان کے مطابق هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ کا وہی مصداق ہے۔ بایں ہمہ وہ لطیف اور وراء الوریٰ ہے۔ جسے انسان کی مادی آنکھیں دیکھنے سے قاصر ہیں۔ اسی لئے بسا اوقات وہ اس کی برحق ہستی کا ہی سرے سے انکار کرنے لگتا ہے۔ لیکن جس طرح دیگر غیر مادی اشیاء و عناصر کو اُن کی صفات کے ظہور اور اثرات سے ثابت کیا جاتا ہے اسی طرح خدا کی قدرتیں اس کی پُر جلال ہستی کا زبردست ثبوت ہیں۔

کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی عظیم قدرتوں پر شاہد ناطق ہے۔ بیشک مادی آنکھیں اس کے مشاہدہ اور ادراک سے قاصر ہیں۔ مگر وہ قادر و توانا خود آنکھوں تک پہنچتا اور اپنی قادرانہ تجلّی سے اَنَا الْمَوْجُوْد کا یقین دلاتا ہے۔ منجملہ اُن بے شمار تجلّیات کے مقرّب بندہ کی (بظاہر مخالف حالات کے وقت) عاجزانہ دُعا کو بپایۂ قبولیت جگہ دینا اور دشمنوں کے منصوبہ کو ناکام و نامراد بنا کر اُن کے نرغہ سے بچا لینا بھی اس کی ہستی پر ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔

چنانچہ اسی روشن تجلّی کے اظہار کے لئے ذاتِ باری تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کے الفاظ سے قبولیتِ دُعا کا وعدہ دیا ہے۔ صادق الوعد خدا کے اس حتمی وعدہ کے ہوتے ہوئے کسی بھی مشکل اور پریشانی کے وقت یاس اور نا اُمیدی کا شکار صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا اس کی ذاتِ برحق پر پُورا ایمان اور یقین نہ ہو۔ جب سے یہ دُنیا بنی اور حضرتِ انسان اس معمورہ پر آباد ہوا۔ ہر زمانہ میں ہزاروں ہزار صلحاء اور مقربینِ الٰہی نے اس وعدہ کا ایفاء نہ صرف خود مشاہدہ کیا بلکہ ان کے توسط سے ایک دنیا اس کی گواہ بنتی رہی ہے !!

یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ مخالفین اور معاندین کے ہاتھوں جب بھی کوئی بندۂ الٰہی نہایت درجہ ستایا اور اذیت پہنچایا گیا، مخالفت اور عناد کی چکّی میں پیسا گیا، ایسی بے کسی کی حالت میں جب بھی اس نے اپنے ربّ کے حضور آہ و بکا کی تو اس کی متضرعانہ دعائیں قبول ہوئیں۔ خدا کے [illegible] اور فضلوں نے اسے ڈھانپ لیا۔ اور دشمن کے خطرناک منصوبے خاک میں [illegible]

قبولیتِ دُعا کے ذریعہ اپنی ہستی کا ثبوت کوئی معمولی بات نہیں۔ قرآن کریم میں بیسویں پارے کے آغاز میں اس امر کو تحدّی کے طور پر پیش کرتے ہوئے بڑے ہی زور دار الفاظ میں فرمایا ہے کہ

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَ یَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰـهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۝

(النمل آیت ۶۳)

بتاؤ تو ! کون کسی بے کس کی دعا سُنتا ہے، جب وہ اس سے دعا کرتا ہے۔ اور اس کی تکلیف کو دُور کر دیتا ہے۔ اور وہ تم (دعا کرنے والے انسانوں) کو ایک دن ساری دنیا کا وارث بنا دے گا۔ کیا اس قادر مطلق اللہ کے سوا کوئی معبود ہے ؟ تم بالکل نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

انبیاء علیہم السلام کی تاریخ بے شمار ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے اور قرآن کریم میں بھی ایسے واقعات بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ اس زمانہ کے مرسل مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے قبولیتِ دعا کے سلسلہ میں اپنے ذاتی تجارب اور بے شمار واقعات کی بنا پر بڑے ہی پیارے اور حقیقت پر مبنی الفاظ میں اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے ؎

تجھے دُنیا میں ہے کس نے پکارا　　کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا　　کہ جس کا تُو ہی ہے سب سے پیارا
ہُوا مَیں تیرے فضلوں کا مُنادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

اس جگہ اس بات کا واضح کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دعا کی قبولیت جہاں خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے وہاں اس امر کو بھی ملحوظِ خاطر رکھنا ضروری ہے کہ یہ امر علی الاطلاق نہیں بلکہ وہی دُعا مقبول ہوتی ہے جو ضروری شرائط اور آداب کو مدِّنظر رکھ کر کی جائے۔ اس لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی قبولیت کے لئے اُن آداب اور قوانین کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ جو شخص ان شرائط، آداب اور قوانین کی رعایت کے بغیر یہ خیال کرتا ہے کہ اس کی ہر دعا قبول ہوگی تو یہ اس کی بڑی بھول ہوگی۔ اسی لئے مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

" دعا بڑی عجیب چیز ہے مگر افسوس یہ ہے کہ نہ دعا کرنے والے آداب دعا سے واقف ہیں اور نہ اس زمانہ میں دعا کرنے والے ان طریقوں سے واقف ہیں جو قبولیتِ دعا کے ہوتے ہیں۔ بلکہ اصل تو یہ ہے کہ دُعا کی حقیقت ہی سے بالکل اجنبیّت ہو گئی ہے۔"

(ملفوظات جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۵)

ایک اور مقام پر فرمایا :-

" نادان خیال کرتا ہے کہ دعا ایک لغو اور بیہودہ امر ہے۔ مگر اسے معلوم نہیں کہ صرف ایک دعا ہی ہے جس سے خداوندِ ذوالجلال ڈھونڈنے والوں پر تجلّی کرتا ہے اور اَنَا الْقَادِر کا الہام ان کے دلوں پر ڈالتا ہے۔ ہر ایک یقین کا بھوکا اور پیاسا یاد رکھے کہ اس زندگی میں رُوحانی روشنی کے طالب کے لئے صرف دعا ہی ایک ذریعہ ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین بخشتا ہے۔ اور تمام شکوک و شبہات دُور کر دیتا ہے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۱)

اور جہاں تک ہر قسم کی دعا کے حتمی طور پر قبول ہونے کا تعلق ہے اس پر جامع رنگ میں روشنی ڈالتے ہوئے مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السّلام نے واضح فرمایا ہے کہ :-

" یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ خیال کہ مقبولین کی ہر دعا قبول ہو جاتی ہے یہ سراسر غلط ہے بلکہ حق یہ ہے کہ مقبولین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا دوستانہ معاملہ ہے۔ کبھی وہ اُن کی دعائیں قبول کر لیتا ہے اور کبھی وہ اپنی مشیّت اُن سے منوانا چاہتا ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ دوستی میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ بعض وقت ایک دوست اپنے دوست کی بات کو مانتا ہے اور اس کی مرضی کے موافق کام کرتا ہے۔ اور پھر دوسرا وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اپنی اس سے منوانا چاہتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے جیسا کہ ایک جگہ قرآن شریف میں مومنوں کی استجابتِ دعا کا وعدہ کرتا ہے اور فرماتا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنی تم مجھ سے دعا کرو مَیں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ اور دوسری جگہ اپنی نازل کردہ قضاء و قدر پر خوش اور راضی رہنے کی تعلیم کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَ لَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ فَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔ پس ان دونوں آیتوں کو ایک جگہ پڑھنے سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ دُعاؤں کے بارے میں کیا سنّت اللہ ہے۔ اور ربّ اور عبد کا کیا باہمی تعلق ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸ - ۱۹)

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

دُعا کی قبولیت اور اس کے آداب کے بارہ میں چند ضروری امور جان لینے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس اصل حقیقت سے پورے طور پر آگاہی کے بغیر بعض اوقات بڑی مضحکہ خیز صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ بلکہ مشہور ضرب المثل کے مطابق جس طرح نیم حکیم جان کے لئے خطرہ بن جاتا ہے اسی طرح دین کے بارے میں ناقص علم رکھنے والا نیم مُلّا یقینی طور پر ایمان کے لئے ایک واضح خطرہ ثابت ہوتا ہے۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

ہر وقت فرمانبردار رہو تا کہ ایسی حالت میں موت آئے کہ تم فرمانبردار ہو

یہی وہ اصل ہے جو انسان کو خدا تعالیٰ کے حضور برگزیدہ اور معزز بنا دیتی ہے

از مولانا حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ ۱۷ مئی سنہ ۱۹۰۱ء

آیتِ قرآنی ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم حنیفا...... الخ کی تلاوت کے بعد حضورؓ نے فرمایا

ہر ایک سلیم الفطرت انسان کے قلب

میں اللہ تعالیٰ نے یہ ایک عجیب بات جبلت کے طور پر رکھ دی ہے کہ وہ ایک مجمع کے درمیان معزز ہو جاوے۔ گھر میں اپنے بزرگوں کی کوئی خلاف ورزی اس لئے نہیں کرتا کہ گھر میں ذلیل نہ ہوں ہر ایک دنیا دار کو دیکھتے ہیں کہ محلہ داری میں ایسے کام کرتا ہے جس سے باوقعت انسان سمجھا جائے۔ شہروں کے رہنے والے بھی ہتک اور ذلت نہیں چاہتے۔ پھر اس مجمع میں جہاں

اوّلین و آخرین

جمع ہوں گے۔ اس مقام پہ جہاں انبیاء و اولیاء موجود ہوں گے۔ وہاں کی ذلت کون عاقبت اندیش سلیم الفطرت گوارا کر سکتا ہے کیونکہ عزت و وقعت کی ایک خواہش ہے۔ جو انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک نظیر کے ساتھ اس خواہش اور اس قاعدہ کو جس کے ذریعہ انسان معزز ہو سکتا ہے بیان کرتا ہے۔ نظیر کے طور پر جس شخص کا ذکر بیان کیا گیا ہے۔ اس کا نام ہے

ابراہیم علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو کیسی عزت دی۔ یہ اس نظارہ سے معلوم ہو سکتا ہے جو خدا نے فرمایا وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ہم نے اس کو برگزیدہ کیا۔ دنیا اور آخرت میں بھی سنوارنے والوں میں سے ہوگا

اللہ تعالیٰ کے مکالمات کا شرف رکھنے والے ہادی و رہبر۔ بادشاہ اور ہر قسم کے

عظیم الشان لوگ

ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہوئے۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے لئے نتیجہ دکھایا ہے۔ حضرت موسیٰؑ حضرت داؤدؑ حضرت مسیح علیہ السلام سب حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے تھے اور حضرت اسمٰعیلؑ اور ہمارے سید و مولیٰ ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم اسی کی اولاد سے ہیں

ایک اور جگہ پر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ابراہیمؑ اور اس کی اولاد کو بہت بڑا ملک دیا۔ مگر غور طلب امر یہ ہے کہ حضرت اس بات کی کیا ہے؟ کیا معنی وہ کیا بات ہے جس سے وہ انسان

اللہ تعالیٰ کے حضور

برگزیدہ ہوا اور معزز ٹھہرایا گیا۔ قرآن کریم میں اس بات کا ذکر ہوتا ہے۔ جہاں فرمایا ہے اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ جب حضرت ابراہیمؑ کو رب نے اس کو حکم دیا کہ تو فرمانبردار بن جا تو حضرت ابراہیمؑ عرض کرتے ہیں۔ میں رب العالمین کا ہو چکا۔ کوئی حکم نہیں پوچھا کہ کس کا حکم فرماتے ہو کسی قسم کا تامل نہیں کیا۔ فرمانبرداری کے حکم کے ساتھ ہی معاً بول اٹھے۔ کہ فرمانبردار ہو گیا ذرا بھی مضائقہ نہیں کیا۔ اور نہیں خیال آیا کہ عزت پر یا مال پر صدمہ اٹھانا پڑے گا یا احباب کی تکالیف دیکھنی پڑیں گی۔ کچھ بھی نہ پوچھا۔ فرمانبرداری کے حکم کے ساتھ اقرار کر لیا کہ

اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

یہ ہے وہ اصل جو انسان کو خدا تعالیٰ کے حضور برگزیدہ اور معزز بنا دیتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا سچا فرمانبردار ہو جاوے

فرمانبرداری کا معیار ہے

ایک طرف انسان کے نفسانی جذبات کچھ چاہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے احکام کچھ اور

اب دیکھیں کہ آیا خدا تعالیٰ کے احکام کو انسان مقدم کرتا ہے یا اپنے نفسانی اغراض کو۔ اسی طرح رسم و رواج۔ عادات کسی کا دباؤ حسب جاہ و ریاست قانون قومی ایک طرف کھینچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ایک طرف۔ اس وقت دیکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کی طرف جھکتا ہے یا اس پہ دوسرے امور کو ترجیح دیتا ہے اب اگر اللہ تعالیٰ کے احکام کی قدر کرتا اور ان کو مقدم کر لیتا ہے تو یہی خدا کی فرمانبرداری ہے

وہ لوگ جو اولوالامر کہلاتے ہیں

اور جن کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے ان کے لئے ارشاد الٰہی یوں ہے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ یعنی اگر تم میں کسی امر کی نسبت تنازع ہو تو اس کا آخری فیصلہ اللہ اور اس کے رسول کی اتباع سے کر لو۔ یہی ایک سیدھی راہ ہے۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اہل حق کا انداز تکبر پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اس سے دور رہو۔ ورنہ کیسی تعجب کی بات ہے کہ

ہمارے سید و مولیٰ فرماتے ہیں

کہ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ میں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا۔ آدم سے لے کر اب تک جو رسول آئے ہیں ان کو پہچانو۔ ان کی معاشرت تمدن اور سیاست کیسی تھی اور ان کا انجام کیا ہوا۔ ان کی صداقت کے کیا اسباب تھے ان کی تعلیم کیا تھی۔ ان کے اصحاب نے ان کو پہلے پہل کس طرح مانا۔ ان کے مخالفوں اور منکروں کا کیا حال پیش کیا تھا۔ اور ان کا انجام کیا ہوا؟ یہ ایک ایسا اصل تھا کہ اگر اس ذلت سے لوگ اس معیار پر غور کرتے تو ان کو ذرا سی دقت پیش نہ آتی۔ اور ایک مجدد و مہدی۔ مسیح مرسل من اللہ کے ماننے میں ذرا بھی اشکال نہ ہوتا۔ مگر اپنے خیالات کی اور قومی رسوم بزرگوں کے عادات کے مانحت میں تو بہت بڑی وسعت سے کام لیتے ہیں۔ اور

خدا تعالیٰ کے ماموروں

اور اس کے احکام کے لئے خدا کے تم اور تمہارے پیمانہ کو اپنی ہی چھوٹی سی کھدر سے ناپنا چاہتے ہیں۔

ہر ایک امام کی شناخت کے لئے

یہ تام قاعدہ کافی ہے۔ کہ کیا کوئی نئی بات لے کر آیا ہے؟ اگر اس پر غور کرے تو تعجب کی بات نہیں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اصل حقیقت کو اس پر کھول دے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اپنے آپ کو ایسا سمجھے اور تکبر نہ کرے۔ ورنہ تکبر کا انجام یہ ہے کہ محروم رہے۔

پس انسان

خدا کے غضب سے بچنے

کے لئے ہر وقت دعا کرتا رہے۔ وہ دعا جس کے پڑھنے کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ وہ یہ ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ یعنی ہم کو

صراطِ مستقیم

دکھا جو ان لوگوں کی راہ ہے جن پر تیرا انعام ہوا۔ ان لوگوں کی راہ سے بچا جن پر غضب ہوا۔ اور جو حق سے بے جا عداوت کرنے والے ہیں اور ان لوگوں کی راہ سے جو گمراہ ہو گئے۔ پس انعمت علیہم گروہ کی شناخت کرنے کی آسان اور سہل راہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم پر غور کرو اور ان کی زندگی کو اور ان کے نتائج اور آخر انجام دیکھو۔ پھر ان کے حالات پر نظر کرو جنہوں نے مخالفت کی۔ غرض

مامورین اللہ لوگوں کا گروہ

ایک نمونہ ہوتا ہے اس خواہش کے پورا کرنے کے قواعد بتانے کے لئے جو ہر انسان میں طبعی جبلت رکھی گئی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ معزز ہو۔ خدا تعالیٰ کے حضور معزز وہی ہو سکتا ہے جو رب العالمین کا فرمانبردار رہے۔ یہ ایک دائمی

سنت ہے۔ جس میں تخلف نہیں ہو سکتا۔

اب

ہم لوگوں کے لئے ضروری ہے

کہ ہم غور کر کے دیکھیں کہ ہمارا لباس۔ عادات، عداوت دوستی۔ دشمنی۔ غرض ہر رنج و راحت ہر حرکت و سکون کس پر عملدرآمد کرتے ہیں۔ کیا فرمانبرداری کی راہ ہے یا نفس پرستی کی۔

تمام مسلمانوں اور عام غیر مذاہب کے لوگوں کو دیکھو کہ اگر وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ تو کیا مسلمان ہو کر

ایک مسلمان

جھوٹ سے محفوظ ہے۔ غیر مذاہب والے اگر نفس پرستیاں اور شہوت پرستیاں کرتے ہیں تو کیا مسلمانوں میں ایسے کام نہیں کرتے؟ اگر ان میں تباغض اور قطع رحمی ہے تو کیا یہاں نہیں؟ اگر ان حالات میں ان کے مشابہ ہیں اور کوئی فرق اور امتیاز ہم میں اور ان میں نہیں ہے تو

بڑی خطرناک بات ہے

فکر کرو!!

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔ یاد رکھو

خدا تعالےٰ کا مقرر کردہ قانون

یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فیضان میں تبدیلی اسی وقت ہو سکتی ہے اور یہ ہوتا ہے جب انسان خود اپنے اندر تبدیلی کرے۔ اگر تم وہی ہو جو سال گذشتہ اور پیوستہ تھے تو پھر انعامات بھی وہی ہوں گے۔ لیکن اگر چاہتے ہو کہ ہم پر نئے نئے انعامات ہوں تو نئے طریق پر تبدیلی کرو۔

خدا تعالےٰ کی کتاب نے

تشریح کر دی ہے کہ کفر کیا ہوتا ہے۔ کیونکر پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟

ایمان کیا ہوتا ہے؟ اس کے نشان اور انجام کیا ہیں؟ منافق اور مفتری کے انجام اور نشان کو سنا دیا ہے۔ پھر امام اور راستباز کی شناخت میں کیا دقت ہو سکتی ہے۔

آدم سے لے کر اس وقت تک ہزاروں ہزار مامور آئے ہیں۔ سب کے واقعات ایک ہی طرز اور رنگ کے ہیں۔

اگر تم اپنے آپ کو تجبر سے محفوظ کر لو

تو شیطانی عمل و دخل سے پاک ہو کر خدا کے فیضان کو لے سکو گے۔

غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود بھی خدا تعالےٰ کی اطاعت کی۔ اور انہی باتوں کی وصیت اپنی اولاد کو بھی کی۔ اور یعقوبؑ نے بھی یہی وصیت کی۔ کہ اے میری اولاد اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے ایک عجیب دین کو پسند کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ

ہر وقت فرمانبرداری میں گذارو

چونکہ موت کا کوئی وقت معلوم نہیں ہے اس لئے ہر وقت فرمانبردار رہو۔ تا کہ ایسی حالت میں موت آوے کہ تم فرمانبردار ہو۔ میری تحقیقات میں بات آئی ہے کہ سچی تبدیلی کر کے اللہ تعالےٰ سے ہدایت کی دعا کرے۔

اللہ تعالےٰ سب کو توفیق دے کہ وہ ایک پاک تبدیلی کریں۔ آمین۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۹ مورخہ ۲۴ر مئی ۱۹۰۱ء)

درخواست دعا

خاکسار امسال سیکنڈ ایر کے امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ نمایاں کامیابی کے لئے جملہ احباب و بزرگان سلسلہ کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

ننگر شاہ عنایت اللہ خالد نون ناصن دکشمیر)

ولادت

برادرم مکرم مبارک احمد صاحب ساکن گرمولہ ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ... مورخہ ... رتبلیغ ... فروری کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے ... آپ نے درخواست کی ہے کہ دعا فرمایا کہ اللہ تعالےٰ عزیز نومولود کو نیک، صالح، خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ نیز درازئ عمر سے نوازے۔ آمین۔

خاکسار

عطاء الرحمٰن طاہر قادیان

رپورٹ جلسہ مصلح موعودؓ لجنہ اماء اللہ قادیان

از مکرمہ معراج سلطانہ صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان

قادیان دار الامان ۲۰ر فروری ۱۹۷۱ء آج بعد نماز ظہر نصرت گرلز سکول میں لجنہ اماء اللہ کی طرف سے زیر صدارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد ہوا جس کی کارروائی کا آغاز ٹھیک اڑھائی بجے مکرمہ سعیدہ فاطمہ صاحبہ کی تلاوت قرآن مجید اور مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ کی نظم سے ہوا۔ بعد ازاں محترمہ صدر صاحبہ نے اپنی افتتاحی تقریر میں جلسہ کی غرض و غایت اور پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے بتایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ماموریت کا دعوےٰ کرتے ہوئے اس امر کا اعلان فرمایا کہ اللہ تعالےٰ میرے ذریعہ سے اسلام کی صداقت کا نشان ظاہر فرمائے گا۔ اس پر قادیان کے آریوں نے آپ سے نشان نمائی کا مطالبہ کیا۔ آپ الہامی اشارات کے ماتحت ہوشیارپور تشریف لے گئے۔ چنانچہ آپ کی چالیس روزہ چلہ کشی اور تضرعات کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو مصلح موعودؓ کی بشارت دی۔ جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ذریعہ پوری ہوئی۔ افتتاحی تقریر کے بعد اجلاس کی پہلی تقریر عزیزہ امۃ الکریم نے کی جس کا عنوان تھا "وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا"۔ اس کے بعد محترمہ شمیم بیگم صاحبہ نے "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا" کے موضوع پر تقریر کی اور بتایا کہ الہامی الفاظ "پُر کیا جائے گا" سے ثابت ہوتا ہے کہ ان علوم کے حصول میں مصلح موعود کے اکتساب کو دخل نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ تمام علوم آپ کو بطور موہبت کے عطا ہوں گے۔ اس ضمن میں موصوفہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی صحت کی ناسازی اور درسی تعلیم نہ ہونے کے باوجود قرآنی علوم سے بہرہ اندوز کئے جانے اور آپ کے تفسیر نویسی کے چیلنج کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اس کے بعد عائشہ سلطانہ نے نظم پڑھی۔ نظم کے بعد خاکسارہ معراج سلطانہ نے سیرت حضرت مصلح موعودؓ سے وابستہ چند یادیں کے عنوان پر تقریر کی خاکسارہ نے تین ایسے ایمان افروز واقعات بیان کئے جو حضورؓ کی زندگی میں میرے ساتھ پیش آئے تھے۔ اس کے بعد محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ قادیان نے زیر عنوان "اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کریگا" آپ نے قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہوئے بتایا کہ دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا ظہور پیشگوئی مصلح موعودؓ کا نقطہ مرکزی ہے۔ موصوفہ نے بتایا کہ کلام اللہ کا مرتبہ اسی صورت میں دنیا پر ظاہر ہو سکتا ہے جب کہ اس کی نشر و اشاعت کا ایسا انتظام کیا جائے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ کلام اللہ کی بزرگی اور عظمت کو پہچان سکیں۔ سو اس سلسلہ میں مصلح موعودؓ نے جو عظیم القدر کام کیا ہے وہ خود حضورؓ کو اس الہامی عبارت کا مصداق ٹھہرانے کے لئے کافی ثبوت ہے۔ علاوہ ازیں آپؓ نے چیلنج دیا تھا کہ دنیا کا کوئی شخص جو قرآنی تعلیم پر اعتراض کرے میں اس کا جواب قرآن مجید سے ہی دوں گا۔ لیکن کسی کو اس چیلنج کو قبول کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اس کے بعد عزیزہ عصمت بیگم نے "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" کے موضوع پر تقریر کی بعدہ صاحبزادی امۃ الکریم کوکب نے نظم پڑھی اس کے بعد محترمہ عالیہ بیگم صاحبہ نے زیر عنوان "مصلح موعودؓ کے احسانات عظیمہ اور احمدی خواتین کی ذمہ داریاں" تقریر کی آپ نے بتایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے عورتوں کو مجلس مشاورت میں حق نمائندگی عطا فرمایا اور لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کا قیام فرما کر عورتوں پر ایک بہت بڑا احسان کیا اس کے تحت عورتوں کو اپنی اولاد کی تربیت کی طرف توجہ دینی چاہیئے کیونکہ یہی نئی پود بڑا ہو کر جماعت کا ستون بننے والی ہے۔ اس کے بعد عزیزہ بشریٰ طیبہ نے اخبار ... میں سے محترمہ حضرت مہر آپا صاحبہ مدظلہا کا لکھا ہوا ایک مضمون بعنوان حضرت مصلح موعودؓ کی ازدواجی زندگی پڑھ کر سنایا۔ یہ مضمون آپ کی گھریلو زندگی کے کچھ واقعات پر مشتمل تھا جو نہایت دلچسپی سے سنا گیا۔ اس کے بعد عزیزہ عائشہ سلطانہ نے "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کے موضوع پر تقریر کی۔ آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے حاضرات سمیت اجتماعی دعا فرمائی۔ دعا کے ساتھ ہی جلسہ بخیر و خوبی برخواست ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

زکوٰۃ کا ادا کرنا ہر صاحب نصاب پر فرض ہے
اس کا ادا نہ کرنا گناہ کا موجب اور قابل مواخذہ ہے

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

قسط ۳

وحی والہام کے متعلق اسلامی نظریہ

تقریر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۷۰ء

جماعت احمدیہ کے ۷۹ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مورخہ ۲۸ دسمبر کے پہلے اجلاس میں محترم مولینا جناب ابوالعطاء صاحب فاضل نے جو تقریر مندرجہ بالا موضوع پر فرمائی اس کا متن افادۂ احباب کے لئے درج کیا جاتا ہے — ایڈیٹر

قرآن مجید کو یہ امتیاز حاصل ہے۔ کہ اس کا سچا پیرو خدا کے پاک کلام سے مشرف ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

الم تر کیف ضرب اللہ
مثلاً کلمۃ طیبۃ
کشجرۃ طیبۃ اصلها
ثابت وفرعها فی السماء
تؤتی اکلها کل حین
باذن ربها
(ابراھیم ع۴)

کہ قرآن کریم وہ کلمہ طیبہ ہے جو ایسا پاک درخت ہے۔ کہ اس کی جڑیں نہایت پختہ ہیں اور اس کی شاخیں آسمانوں تک پہنچی ہوئی ہیں اور وہ ہر زمانے میں تازہ پھل دیتا ہے۔

قرآنی وحی کی یہ امتیازی شان کسی اور کتاب کو حاصل نہیں۔ قرآن مجید کی پیروی سے ہزارہا اولیاء و صلحاء پیدا ہوئے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے الہام کا شرف حاصل کیا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"دیکھو کہ میں اس شہادت رؤیت کو پیش کرتا ہوں کہ وہ تعلق محض قرآن کریم کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسری کتابوں میں اب کوئی زندگی کی روح نہیں اور آسمان کے نیچے صرف ایک کتاب ہے جو اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلاتی ہے یعنی قرآن شریف" (حقیقۃ الوحی ص۲۷)

"اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو ہرگز نہیں ملی" (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۹۷)

وحی والہام کے فوائد و ثمرات

نواں سوال یہ ہے کہ وحی والہام کے فوائد و ثمرات کیا ہیں؟ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ وحی والہام کی حقیقت جان لینے کے بعد یہ سوال خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ وحی اللہ تعالیٰ کے اس مکالمہ کا نام ہے جس سے اس کی رضا اور خوشنودی کا انسان کو علم ہوتا ہے۔ انسان تو انسان وحی والہام ہر ایک مخلوق کے لئے سرچشمہ علم و رہنمائی ہے۔ جملہ کاروبار وحی و الہام سے جاری ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ "واوحیٰ فی کل سماء امرها" (السجدہ ع۲)

کہ آسمانوں کا سارا کام اللہ تعالیٰ کی وحی سے چل رہا ہے۔ شہد کی مکھی کے بارے میں فرمایا:۔

واوحیٰ ربک الی النحل ان
اتخذی من الجبال
بیوتاً ومن الشجر ومما
یعرشون ثم کلی من کل
الثمرات فاسلکی سبل
ربک ذللاً یخرج من بطونها
شراب مختلف الوانه فیه
شفاء للناس ان فی ذلک
لآیۃ لقوم یتفکرون
(النحل ع۹)

کہ تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی کہ پہاڑوں میں، درختوں پر اور چھتوں میں چھتے بنا، ہر پھل سے رس چوس اور اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے طریق کی اطاعت گزار بن تب شہد کی مکھی کے ذریعہ ایسا شہد پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس میں لوگوں کے شفا ہے۔ اور سوچنے والوں کے لئے ایک بڑا نشان ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی ساری ہدایات اور تعلیمات کی بنیاد اللہ تعالےٰ کی وحی پر ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا "وان اھتدیت فبما یوحی الی ربی (سبا ع۶) کہ مجھ کو جو ہدایت ملی ہے۔ وہ میرے رب کی وحی کا ثمرہ ہے۔

آخری زمانہ کے ذکر مادی ترقیات اور زلازل کے ذکر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بان ربک اوحیٰ لها (الزلزال) کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی وحی کے نتیجہ میں ہوگا۔ غرض وحی الٰہی جملہ علوم کا سرچشمہ ہے۔ سارے روحانی اور مادی فیوض اسی سے جاری ہوئے ہیں۔ نبی انسانیت کا نقطۂ مرکزی ہوتا ہے۔ اور نبی کی جملہ تعلیمات میں وحی والہام ہی اس کا رہنما ہوتا ہے۔ نبیوں کے بغیر کارخانۂ عالم عبث قرار پاتا ہے۔

؎ گر بدنیا نامدے ایں خیل پاک
کار دیں ماندے سراسر ابتر ے

پھر وحی الٰہی ہستی باری تعالےٰ کا یقینی ثبوت ہے۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے۔ کہ وحی والہام کے بغیر ایک زندہ اور قادر مطلق خدا کے وجود پر کوئی قطعی دلیل قائم نہیں ہو سکتی کائنات سے ایک خالق کے ہونے کا امکان ثابت ہوتا ہے۔ اور الہام سے اس کے زندہ موجود ہونے پر مہر ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کے بچھڑے کا ذکر فرمایا ہے۔ "الم یروا انه لا یکلمهم ولا یهدیهم سبیلاً" (اعراف ع۱۸) کہ ان نادانوں نے بچھڑے کو معبود بناتے وقت اتنا بھی نہ سوچا کہ وہ نہ ان سے کلام کر سکتا تھا۔ اور نہ انہیں راہ حق کی ہدایت دے سکتا تھا۔ کیا ایسے وجود کو بھی خدا قرار دیا جا سکتا ہے؟ دوسری جگہ فرمایا۔ "افلا یرون الا یرجع الیهم قولاً" (طٰہٰ ع۴) کہ اُن کو یہ بھی نظر نہ آتا تھا کہ وہ بچھڑا تو ان سے بات بھی نہ کر سکتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ کے الحی القیوم ہونے کے لئے سلسلہ وحی والہام کا جاری ہونا لازمی ہے۔ غرض وحی والہام کے فوائد و ثمرات نمایاں اور واضح ہیں۔

کیا قرآن مجید کے بعد کسی وحی کی ضرورت ہے؟

آج کے مضمون کے سلسلہ میں دسواں سوال ہمارے سامنے یہ ہے کہ "کیا قرآن مجید کے بعد کسی قسم کی وحی کی ضرورت ہے"؟ یاد رہے کہ ہمارے نزدیک قرآن مجید کامل غیر منسوخ اور محفوظ شریعت ہے۔ اس لحاظ سے تشریعی وحی کے آنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا قرآن مجید کے بعد نہ کوئی نئی شریعت آئے گی اور نہ کوئی صاحب شریعت نبی ہوگا۔ یہ بات قرآن پاک سے بالصراحت ثابت ہے۔ اور اس پر امت کا اجماع ہے سلف صالحین اور اہل علم نے لفظ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے یہی معنی کئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی شارع ناسخ نہ لائے گا۔ (موضوعات کبیر ص۶۹ اقتراب الساعۃ ص۱۶۲)

پس قرآن مجید کے بعد صرف وحی غیر تشریعی کا نزول ممکن ہے قرآن مجید نے خود بار بار خبر دی ہے۔ کہ امت کے صلحاء اور بزرگ اس وحی اور الہام سے سرفراز نوازے جائیں گے اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروؤں کے لئے یہ وعدہ فرمایا کہ وہ محبوب خدا بن جائیں گے فرمایا:۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ (آل عمران ع۴)

ان محبوبین ربانی کے لئے چار عظیم روحانی نعمتوں کی بشارت دی گئی ہے۔ فرمایا

ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک
مع الذین انعم اللہ علیهم من
النبیین والصدیقین والشهداء
والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا
(النساء) وہ لوگ نبیوں صدیقوں شہیدوں اور صالحین میں سے ہونگے اور یہ سب درجات امت کے برگزیدہ لوگوں کو حاصل ہونگے۔ اس آیت کریمہ میں امتی نبی، صدیق شہید اور صالح بننے کی خوشخبری دی گئی ہے۔ وحی والہام پانے والے یہی لوگ ہیں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم
ولا هم یحزنون الذین آمنوا وکانوا
یتقون لهم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا
وفی الآخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ
ذٰلک هو الفوز العظیم
(یونس ع۷)

کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء خوف و حزن سے محفوظ رہیں گے۔ جو کہ مومن اور تقویٰ شعار ہیں ان کے لئے اس زندگی میں بھی بشارتیں ہیں۔ اور اُس زندگی میں بھی۔ اللہ کے کلمات میں تبدیلی نہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

پھر فرمایا:۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ

[illegible] تتنزل علیہم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون

(حٰم السجدہ رکوع ۴)

کہ جو لوگ عقیدہ توحید پر استقامت اختیار کریں گے ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے نازل ہوتے رہیں گے وہ انہیں کہیں گے کہ تم خوف نہ کرو حزن نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے موعود جنت کی تمہیں خوشخبری ہو ہم اس زندگی میں بھی تمہارے مددگار ہیں اور آنے والی زندگی میں بھی تمہیں وہاں وہ سب نعمتیں ملیں گی جو تم چاہو گے اور طلب کرو گے۔

ان آیات سے عیاں ہے کہ قرآن شریف کے بعد غیر تشریعی وحی والہام کا دروازہ امت محمدیہ کے افراد کے لئے کھلا ہے۔ ان میں سے علماء و اولیاء اس نعمت سے بہرہ ور ہوتے رہیں گے احادیث نبویہ میں بھی المبشرات کے جاری رہنے کی خبر موجود ہے۔ اور امت میں ایسے افراد کے ہمیشہ پائے جانے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ جن کو شرف مکالمہ الٰہیہ حاصل ہوگا

(مشکوٰۃ المصابیح)

پس قرآن مجید کے بعد شجرہ طیبہ قرآنیہ کے پھل کے طور پر غیر تشریعی وحی والہام کا سلسلہ امت محمدیہ کے لئے جاری و ساری ہے۔

کیا امت محمدیہ کے بزرگوں نے وحی والہام کا دعویٰ کیا؟

اب گیارھواں سوال یہ ہے کہ اگر وحی والہام جاری ہے۔ تو کیا امت محمدیہ کے بزرگوں میں سے کسی نے وحی والہام کا دعویٰ کیا ہے۔ اس سوال کا جواب بہت [illegible] روحانیت سے [illegible] ہزاروں لاکھوں لوگ [illegible] اکابر علماء [illegible] کی برکت [illegible] طیبہ پایا [illegible] ہر زمانہ میں ہوتے ہیں [illegible] معروف [illegible] بطور مثال [illegible] جنید بغدادی [illegible] منصور [illegible] [illegible] تبریز [illegible]

حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش ۹۔ حضرت ابو القاسم قشیری ۱۰۔ حضرت شیخ ابو الحسن الشاذلی ۱۱۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی ۱۲۔ حضرت شیخ محی الدین ابن العربی ۱۳۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۱۴۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ۱۵۔ حضرت سید عبد الکریم الجیلی ۱۶۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی ۱۷۔ حضرت خواجہ محمد پارسا ۱۸۔ حضرت علامہ جلال الدین السیوطی ۱۹۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی ۲۰۔ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی ۲۱۔ حضرت جلال الدین مخدوم ۲۲۔ شیخ عبد القدوس گنگوہی ۲۳۔ حضرت شیخ عبد الوہاب الشعرانی ۲۴۔ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی ۲۵۔ حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب ۲۶۔ حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب ۲۷۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلی ۲۸۔ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب ۲۹۔ حضرت معین الدین چشتی ۳۰۔ حضرت مولوی عبد اللہ الغزنوی

ہم نے یہ تیس نام سرسری طور پر بطور مثال ذکر کئے ہیں جن کے الہامات مطبوعہ کتابوں میں شائع شدہ ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کے امتیوں کو نعمت وحی والہام سے اس قدر کثرت سے حصہ ملا ہے کہ امم سابقہ میں اس کی نظیر موجود نہیں انہیں برگزیدہ افراد کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔

(تفسیر کبیر)

کہ میری امت کے روحانی علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کے مانند ہوں گے حضرت معین الدین چشتی نے فرمایا ہے۔

دمبدم روح القدس اندر معینے می دمد
من نمے گویم مگر من عیسیٰ ثانی شدم

اس جگہ اولیائے امت کے بارے کامل عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر کتنا موزوں ہے۔

صد ہزاراں یوسفے بینم درین چاہ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دم او بیشمار

پس امت کے اولیاء کو وحی والہام کی نعمت [illegible] ملی ہے [illegible] اولیاء اور رسولوں [illegible] وحی [illegible] ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام [illegible]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ الہام یقینی اور قطعی ایک واقعی صداقت ہے جس کا وجود افراد کاملہ امت محمدیہ میں ثابت ہے۔ اور انہیں سے خاص ہے۔ ہاں یہ سچ بات ہے کہ رسولوں کا الہام بہت ہی درخشاں اور روشن اور اجلیٰ اور اقویٰ اور اصفیٰ اور اعلیٰ اور مراتب یقین کا انتہائی درجہ پر ہوتا ہے اور آفتاب کی طرح چمک کر ہر یک ظلمت کو اٹھا دیتا ہے۔ مگر اولیاء کے الہاموں میں جب تک معانی کسی الہامی عبارت کے مشتبہ ہوں تب تک وہ ایک امر ظنی ہوگا اور ولی کا الہام اس وقت حد قطع اور یقین تک پہنچے گا جب ضعیف الہاموں کی قسم میں سے نہ ہو۔ بلکہ اپنی کامل روشنی کے ساتھ نازل ہو اور بارش کی طرح متواتر برس کر اور اپنے نور دل کو قوی طور پر دکھلا کر ملہم کے دل کو کامل یقین سے پر کر دے۔

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۳ حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی کا مقام اور مرتبہ

اب آج کے موضوع سے متعلق بارہویں اور آخری سوال کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ برگزیدہ امت محمدیہ میں مسیح موعود اور امام مہدی وہ منفرد وجود ہے جس کو سید ولد آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سلام پہنچانے کی تاکید فرمائی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح) قرآنی آیت میں مسیح موعود کی آمد کو سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ قرار دیا گیا ہے۔

وآخرین منھم لما یلحقوا بھم (الجمعۃ ع ۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ مسیح موعود کو امت کے دو بہترین حصوں میں سے ایک قرار دیا ہے (مشکوٰۃ المصابیح باب ثواب ھذہ الامۃ)

حدیث مسلم میں آنے والے مسیح موعود کو خاص طور پر امتی نبی کہا گیا ہے اور یہ بھی واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر خاص وحی نازل فرمائے گا۔

(حدیث نواس بن سمعان صحیح مسلم - - - - - - - - - جلد ۱۲)

اس حدیث کے سلسلہ میں صاحب روح المعانی لکھتے ہیں۔

یوحی الیہ علیہ السلام وحی حقیقی

(تفسیر روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۶۵)

کہ مسیح موعود پر حقیقی وحی نازل ہوگی۔

(باقی)

مدرسہ احمدیہ میں نئے سال کا داخلہ اور حافظ کلاس

جماعت کی تبلیغی و تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مدرسہ احمدیہ کا خود اجراء منظور فرمایا تھا چنانچہ اس نہایت ہی مفید اور بابرکت درسگاہ کی افادیت احباب جماعت سے مخفی نہیں رہی ہے۔ اس مقدس درسگاہ کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ اب بفضلہ تعالیٰ بڑے بڑے رؤسا وزراء اور سلاطین اس درسگاہ کے تربیت یافتہ مبلغین کے ساتھ بڑے فخر سے ملاقات کرتے ہیں۔ اب جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے جسے پورا کرنے کے لئے احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں کو خدمت دین کے لئے وقف کر کے مدرسہ احمدیہ میں داخل کرائیں

پہلی جماعت کا داخلہ حسب دستور سابق عنقریب شروع ہونے والا ہے۔ خواہشمند احباب ۳۰ امان (مارچ) ۱۳۵۰ ہش ۱۹۷۱ء تک فارم دفتر نظارت ہذا سے منگوا کر یکم شہادت (اپریل) ۱۳۵۰ ہش ۱۹۷۱ء تک مکمل کر کے دفتر نظارت ہذا کو واپس بھجوا دیں اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور ضرور ذہن نشین کر لئے جاویں۔

(۱) بچے کا میٹرک یا کم از کم مڈل پاس ہونا ضروری ہے۔ (۲) بچہ قرآن مجید ناظرہ اور اردو زبان روانی سے پڑھ سکتا ہو۔ نوٹ:۔ حسب سابق اس دفعہ بھی صدر انجمن احمدیہ نے مدرسہ احمدیہ کے لئے چار وظائف منظور فرمائے ہیں۔ جو طلبا کی ذہنی اخلاقی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔

داخلہ حافظ کلاس:۔ مدرسہ احمدیہ میں حافظ کلاس بھی باقاعدہ طور پر جاری ہے۔ اور اس کلاس میں بھی ذہین طلبا (جو قرآن مجید ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہوں اور عمر بھی دس بارہ سال سے متجاوز نہ ہو) لئے جائیں گے ہونہار اور مستحق طلبا کو وظیفہ بھی دیا جائے گا اور اس کے لئے بھی یکم شہادت (اپریل) ۱۳۵۰ ہش ۱۹۷۱ء تک درخواستیں وصول کی جائیں گی۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

گلدستہ ـــ جس کے چند پھول مرجھا گئے

از مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی قائمقام ناظر بیت المال آمد قادیان

کس قدر زیادہ خوش منظر و دلآویز تھا تقسیم ملک کے معاً بعد ۳۱۳ درویشوں کا یہ گلدستہ، جب اس میں انواع واقسام ۳۱۳ باصرہ نواز اور دلکش گلہائے رنگا رنگ ایک خوشنما ترتیب و تزئین کے ساتھ سجے ہوئے تھے۔ ۳۱۳ ہی رنگ اور ۳۱۳ ہی خوشبوئیں۔ ہر رنگ نظر فریب ہر خوشبو شامہ نواز۔ اس حسین امتزاج رنگ و بو کی عکاسی کے لئے میں لفظ و بیاں کہاں سے لاؤں!

آج قریباً ۲۳½ سال گزرنے کے بعد جب تصور ماضی کا جائزہ لیتا ہے اور پھر نگاہیں ایام زمانہ و سال کے مرور و تغیر کو دیکھتی ہوئی جب گلدستہ کی کیفیت موجودہ پر آ ٹھہرتی ہیں تو دل میں ایک ہوک سی اٹھتی ہے اور غم کے سائے تخیل کی فضا میں تیرنے لگتے ہیں۔ پس حسین و جمیل گلدستہ کے وہ پھول جو وقت کی بادِ صرصر کے شدید اور بے حس تھپیڑوں کی تاب نہ لا کر مرجھا گئے اب ان کی صرف یادیں ہی ان پھولوں کے درمیان جا بجا سجی ہوئی ہیں جو ابھی تک تروتازہ ہیں۔ لیکن فطرت کی للکار بار بار کہہ رہی ہے کہ باقی پھولوں کی بھی نشاندہی تاب کے ایک وقت آئے گا کہ قضا و قدر کے کارکنان یکے بعد دیگرے تم سب کو فنا کے دبیز پردوں کے پیچھے دھکیل دیں گے۔ اور تم ایک قصۂ پارینہ بن کر تاریخ کے اوراق میں گم ہو جاؤ گے جہاں انڈیکس دیکھ دیکھ کر تمہیں تلاش کیا جایا کرے گا اور جماعت کے لوگ ایک احساس فخر کے ساتھ تمہاری بازخوانی کیا کریں گے

جس طرح سپیدۂ سحر کے طلوع کے آس پاس کا وقت "قبل دوپہر" کہلاتا ہے اور جب شام کے سایوں کی ردا کائنات پر پھیل جاتی ہے تو وقت کا بڑھاپا شروع ہو جاتا ہے اور وہ "بعد دوپہر" کہلاتا ہے اسی طرح اب تمام موجودہ درویشوں پر بعد دوپہر بلکہ قریب شام کا وقت دبے پاؤں بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ اور شام زندگی کا افق بانہیں پھیلائے انہیں اپنی گود میں لے لینے کے لئے منتظر ہے اور مستقبل قریب کا وہ اعلان میں اپنی چشم تصور سے صاف پڑھ رہا ہوں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کسی اخبار میں کچھ اس قسم کے الفاظ میں شائع ہوگا۔ کہ:-

تقسیم ملک کے بعد جو تین سو تیرہ درویش ایک عظیم جذبۂ قربانی دلوں میں لئے احمدیت کے دائمی مرکز کی آبادی کے لئے "قادیان میں قیام پذیر ہوئے تھے ان میں سے صرف ایک درویش ...... اب زندہ ہے

بہر حال درویشی کا یہ کاروان احمدیت کی درخشاں تاریخ کے ایک باب کے لئے اپنے نقوش اور یادیں چھوڑتا ہوا اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ زندگی کی ٹرین مختلف سٹیشنوں پر ٹھہرتی ہوئی چلی جا رہی ہے۔ جس درویش کا سٹیشن آتا ہے وہ گاڑی رکتے ہی اتر جاتا ہے اور گاڑی پھر آگے روانہ ہو جاتی ہے

ابھی تھوڑے دن ہوئے جب ٹرین ایک مقام پر رکی تو ہمارے ایک پرانے بزرگ ساتھی درویش مکرم فخر الدین صاحب مالاباری اپنے ہمراہیوں کو الوداع کہتے ہوئے ٹرین سے اتر گئے۔ فخر الدین صاحب مالاباری درویش مرحوم تقسیم ملک سے کافی عرصہ قبل اپنے روحانی مرکز قادیان کی کشش اور محبت کے تاروں سے بندھے ہوئے مستقل رہائش کے لئے یہاں آ گئے تھے۔ ان کا اصل وطن پینگاڑی علاقہ مالابار (کیرالہ) تھا جو قادیان سے قریباً دو ہزار میل دور ہے۔ لیکن محبت کا تیز رو طائر فاصلوں کی کب پروا کرتا ہے۔ اپنے مولد و وطن کو خیرباد کہہ کر ان کا قادیان آ جانا ہی کافی علامت ہے اس بات کی کہ انہیں قادیان سے بے حد محبت تھی۔ تقسیم ملک سے قبل اپنی گزر اوقات کے لئے ایک چھوٹا سا کتب خانہ "احمدیہ کتاب گھر" کے نام سے کھول رکھا تھا جس کی معمولی سی آمد پر گزارہ تھا۔ ایک عرصہ تک انجمن پر بار بننا پسند نہ کیا لیکن جب بڑھاپے کے بوجھ نے کمر خمیدہ کر دی اور ساتھ ہی بیماری نے مجبور کیا تو صدر انجمن احمدیہ سے وظیفہ پانے لگے اور عرصہ تک نظارت علیا میں بطور محرر کام کرتے رہے۔ اور کبر سنی کے باوجود محنت سے اپنے فرائض کی بجا آوری کی

ان کی پہلی بیوی تقسیم ملک سے قبل ہی فوت ہو چکی تھی۔ مرحومہ کے بطن سے چار لڑکیاں تھیں جو سب شادی شدہ ہیں انسان طبعاً ایک رفیق حیات چاہتا ہے اور پھر اولاد نرینہ کی خواہش بھی ایک قدرتی امر ہے۔ لہٰذا تقسیم ملک کے بعد انہوں نے مالابار ہی میں ایک اور نکاح کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک فرزند بھی عطا فرمایا جو اس وقت چودہ سال کا ہے۔ مرحوم کا ایک ربیب بھی ہے جسے مرحوم نے بڑے شوق سے دینی تعلیم دلوائی اور اپنی زندگی ہی میں اس کے مولوی فاضل پاس کرنے کی خوشی بھی دیکھ لی۔ اور اب وہ نوجوان (مولوی رفیق احمد صاحب مالاباری) بطور انسپکٹر بیت المال سلسلہ کی خدمت کر رہا ہے

فخر الدین صاحب مرحوم بہت ہی سادہ مخلص اور نیک دل انسان تھے۔ اپنے ہی کام سے کام رہا مجلس سے زیادہ تنہائی پسند تھی۔ اپنے چھوٹے سے کتب خانہ میں بیٹھے قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہتے۔ یا پرانے اخبارات کو ترتیب دیتے رہتے آخری عمر میں چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے اور کئی سال تک چارپائی سے رشتہ استوار رہا

مرحوم طویل القامت اور جمیل الصورت تھے۔ زندگی کی ۷۹ منزلیں اور درویشی کے قریباً ۲۳ سال نیکی، سادگی اور شرافت سے بسر کر کے یکم مئی ۱۹۷۰ء کو دنیا جہاں کا دامن جھٹک کر عدم آباد روانہ ہو گئے بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۹ میں جب مرحوم کو قبر میں اتارا جا رہا تھا تو میں قریب کھڑا سوچ رہا تھا کہ ؎

میں بھی شاید کہ پسِ مرگ یہیں آؤں گا

اور دعا کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہم باقی ماندہ درویشوں کو بھی صبر و سکون کے ساتھ درویشی کا دور گزارنے کی توفیق بخشے اور بہشتی مقبرہ ہماری قسمت کرے۔ آمین

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

جس طرح ہر پھول کی اپنی الگ خوشبو ہوتی ہے اور اپنا مخصوص رنگ ہوتا ہے اسی طرح ہر انسان کی اپنی ایک انفرادیت اور شخصیت ہوتی ہے جو اسی کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے۔ دوسرا کوئی اسے اپنا نہیں سکتا اور نہ چرا سکتا ہے۔

ہمارے بابا محمد اسماعیل صاحب درویش مرحوم (عرف بابا سر سپیڈر) بھی اسی قسم کی انفرادیت اور شخصیت کے مالک تھے۔ ایک ہی وضع، ایک ہی قطع، ایک ہی چال اور ایک ہی جسامت پورے ۲۳½ سال تک ان کے اجزائے لاینفک رہی۔ میں نہیں جانتا کہ درویشی دور سے قبل وہ کیسے تھے۔ لیکن تقسیم ملک کے وقت انہیں جیسا دیکھا ویسے ہی ۲۳½ سال کے بعد وفات کے وقت تھے۔ حتیٰ کہ ان کے حلیئے میں بھی کوئی خاص فرق نہ آیا تھا۔ ایک چھوٹی سی رنگدار مٹیالی دھوتی گھٹنوں سے نیچے اور ٹخنوں سے اوپر۔ ایک رنگدار قمیض اور سر پر رومال۔ یہ رومال وہ اس طرح باندھتے جیسے ہمارے یہاں دردِ سر یا دورانِ سر کے مریض باندھے رہتے ہیں چونکہ دوران سر کا مرض بھی غالباً بچپن سے تھا اس لئے ان کا عرف سر سپیڈر (سر درد) ہو گیا تھا اور رفتہ رفتہ عرف نام پر قابض ہو گیا

مرحوم ایک لمبے عرصہ تک بہشتی مقبرہ میں مزار مبارک سے جانب غرب والی چھوٹی سی کوٹھڑی میں بطور پہرہ دار مقیم رہے اور حق یہ ہے کہ پہرہ کا حق ادا کرتے رہے رات دن اسی شہر خموشاں میں ڈیرہ رہا مزار مبارک اور اس کے قریب کے کچھ حصہ کی صفائی ان کا معمول تھا۔ اور یہ خدمت وہ بڑے شوق سے بجا لاتے تھے۔ چائے کثرت سے پینے کے عادی تھے لیکن چونکہ گزارہ قلیل تھا۔ چائے کے [illegible] نہ تھی اس لئے نمکین [illegible] ہی گزارا چلتا تھا اور چائے کی کیتلی دن بھر غیر منقطع طور پر [illegible] رہتی اور وہ مزار مبارک کے دروازے کے سامنے ایک بوریئے پر بیٹھے ایک مدور جام سفالی میں انڈیل انڈیل کر پیتے رہتے۔ یہی بوریا ان کا بستر تھا البتہ سردیوں میں ایک لحاف بھی ان کی رفاقت کرتا جس کا رنگ کمرے میں مسلسل آگ جلنے اور دھواں رہنے کے باعث یوں ہوتا جیسے لحاف نہ ہو دھواں منجمد ہو کر رہ گیا ہو۔ ان کا یہی بوریا جائے نماز بھی بن جاتا تھا اور بستر بھی۔ اور کبھی کبھی بہشتی مقبرہ کے ایریا میں چھوٹی چھوٹی سوکھی ٹہنیاں جمع

کرنے کے لئے وہیں بوریا ان کی بغل میں ہوتا یا کندھے پر سوار ہوتا ۔ بہشتی مقبرہ میں قریباً بارہ سال تک پہرہ دینے اور اکیلے رات دن وہیں رہنے کی جو خدمت مرحوم بجا لائے ۔ وہ بہت قابل قدر ہے اور اس مقدس مقام کی اس طرح خدمت بجا لانے کے باعث مرحوم نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی یقیناً حاصل کی ہوگی

قد تو میانہ تھا لیکن جسم بہت ہی سخت اور مختصر تھا ۔ جو ایک مرتبہ لکڑی کی سیڑھی سے پھسل کر گرنے سے زخمی ہونے اور کافی دنوں تک ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے باعث مزید مختصر ہو گیا تھا ۔ اور ایک بازو کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی تھی ۔ بڑھاپے اور بیماری سے کمزوری کے باعث چڑیا اتنی جان رہ گئی تھی لیکن بایں حالت ضعیفی وہ منظر دیدنی ہوتا تھا جب مرحوم کی باتوں سے لطف اندوز ہونے کے لئے درویش بھائی ان کی جوانی کا تذکرہ کر کے انہیں چھیڑ دیتے تھے ۔ بس پھر کیا ہوتا کچھ نہ پوچھئے ۔ مرحوم اپنی جوانی کے زمانے کی بہادریاں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اور بڑے جوش سے بازو پھیلا پھیلا کر سناتے چونکہ پیشہ کے لوہار تھے اس لئے یہ بہادریاں زیادہ تر لوہارا کام اور بڑی بڑی اہرنیں اٹھانے کے متعلق ہوتیں ۔ جب درویش مزید چھیڑنے کے لئے کہتے کہ بابا جی ! آپ کو زمانہ درویشی میں تو ایک تنکا دوہرا کرتے بھی نہیں دیکھا تو بابا جی لنگوٹ کس کر اپنا پنڈا اور لیے چوڑا سا بازو ہوا میں لہرا کر چیلنج دیتے کہ " ہے کوئی ماں کا لال جو کلائی پکڑنے میں آج بھی میرا مقابلہ کرے !

بہرحال مرحوم زندہ دل انسان تھے یہی زندہ دلی انہیں ۲۳½ سال ساتھ لے کر چلتی رہی ورنہ جسم تو شاید درویشی کے دو سال بھی برداشت نہ کرتا

وفات سے کچھ عرصہ قبل کمزوری اور بیماری سے دبوچ کر چارپائی کا حلیف بنا دیا تھا اور حضرت امیر صاحب مقامی نے ازراہ شفقت بہشتی مقبرہ سے اندرون شہر کے ایک مکان میں منتقل کر دیا تھا ۔ یہاں علاج اور دیکھ بھال ہوتی رہی ۔ لیکن وہ بہشتی مقبرہ کی اسی کوٹھڑی میں واپس جانے کی التجائیں کرتے رہتے

آخر ۲۱/۲ کو قبر کی خاموشی نے صدا دی اور اسی روز مرحوم بہشتی مقبرہ کے قطعہ درویشاں میں دفن ہوئے ۔ بوقت وفات عمر قریباً ۸۷ سال تھی

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے ہمارے ان درویش بھائیوں کو اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے ۔ آمین

اُذکُرُوا مَوتَاکُم بِالخَیرِ

آہ منجھلی اماں !

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

اخبار " بدر " قادیان سے احباب تک یہ افسوسناک خبر پہنچ چکی ہے کہ محترمہ رسول بی صاحبہ اہلیہ دوم حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب یادگیری رضی اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۲ / جنوری ۱۹۷۱ء کو حیدرآباد میں انتقال کر گئی ہیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ چونکہ موصیہ تھیں ۔ اسلئے ان کو امانتاً برادرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب آف چنتہ کنٹہ کے باغ واقعہ حیدرآباد میں دفن کر دیا گیا ہے اور مناسب وقت پر ان کی نعش کو مقبرہ بہشتی مقبرہ قادیان پہنچا دیا جائے گا ۔ انشاء اللہ ۔

مرحومہ جناب سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم آف چنتہ کنٹہ کی ہمشیرہ تھیں اور مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب و سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب آف چنتہ کنٹہ کی پھوپھی تھیں ۔ حضرت شیخ حسن صاحب مرحوم کی اہلیہ ثانی ہونے کی وجہ سے خاندان یادگیر اور حیدرآباد میں " منجھلی اماں " کے نام سے مشہور تھیں ۔

مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں ۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند اور دعا گو خاتون تھیں طبیعت مخیر تھی ۔ غرباء و مساکین خاندان کے ہوں یا بستی والے ۔ احمدی ہوں یا غیر احمدی بلا امتیاز ان کی ضروریات کا خیال رکھنے والی تھیں ۔ اس صفت کی وجہ سے وہ خاندان میں محبوب تھیں سلسلہ اور بزرگان کرام سلسلہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت رکھتی تھیں ۔ جماعت کی ہر مالی تحریک میں حصہ لینے والی تھیں ۔ اللہ تعالیٰ نے حج کی بھی توفیق عطا فرمائی تھی ۔ اور یہ سعادت آپ کو اپنے شوہر مرحوم حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب رضی اللہ تعالیٰ کی رفاقت میں حاصل ہوئی ۔ حضرت سیٹھ صاحب مرحوم کا مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا ۔ اور وہیں جنت البقیع میں مدفون ہیں ۔ آخری مرض الموت میں مرحومہ کو اپنے شوہر مرحوم کی زیارت کا کافی موقع ملا ۔ جس کا وہ اکثر ذکر فرماتیں ۔

مرحومہ اپنی خوبیوں اور اوصاف حمیدہ کی وجہ سے خاندان میں محبوب تھیں ۔ مکرم سیٹھ عبدالحی صاحب مرحوم اپنی زندگی میں ان کا بہت احترام فرماتے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتے ۔ خاندانی امور میں ان کے مشوروں کی قدر کرتے ۔ سیٹھ صاحب کے انتقال کے بعد عزیزم سیٹھ محمد الیاس صاحب اور عزیزان سیٹھ نثار احمد صاحب و محمد

عبد الصمد صاحبان اور مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب غوری مع فرزندان مرحومہ کی ضروریات و جذبات کا لحاظ کرتے اور خدمت کرتے اور اس طرح ان کی دعاؤں سے مستفیض ہوتے کیونکہ مرحومہ کے دل میں سب کے لئے بھلائی و ہمدردی تھی ۔ برادرم مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب اپنی پھوپھی کے جذبات کا بہت احترام کرتے اور خدمت کی سعادت پاتے فجزاھم اللہ احسن الجزاء ۔

مرحومہ منجھلی اماں صاحبہ کو مجھ سے ایک " مادر مہربان " کا تعلق تھا ۔ میں ۱۹۵۱ء میں جب پہلی مرتبہ بطور مبلغ حیدرآباد میں متعین ہوا ۔ تو مرحومہ کو علم ہوا ۔ کہ ۱۹۵۰ء میں میری والدہ صاحبہ راولپنڈی میں وفات پا چکی ہیں ۔ اور مجھے ان کی وفات سے قبل ان کی زیارت و خدمت کا موقعہ بھی نہیں مل سکا ۔ نیز میرے اہل و عیال بھی ابھی راولپنڈی میں ہیں ۔ تب اللہ تعالیٰ نے مرحومہ کے دل اس قادم سلسلہ کیلئے ایک محبت کا جذبہ پیدا فرمایا ۔ اور مجھ سے کہا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ۔ اب میری کوئی اولاد نہیں ۔ ایک ہی بیٹا تھا ۔ جو عالم جوانی میں ہی فوت ہو گیا ۔ اب تم ہی میرے بیٹے ہو ۔ اور میں تمہاری اماں ہوں ۔ مرحومہ کی یہ بات محض جذباتی اور وقتی نہ تھی بلکہ اس کے بعد مرحومہ نے مسلسل بیس سال تک اپنے مشفقانہ سلوک سے ثابت کر دیا کہ وہ واقعی میرے لئے " مادر مہربان " تھیں ۔ وہ اپنے بیٹے کی طرح میری ضروریات کا خیال رکھتیں ۔ میرے اہل و عیال کے متعلق دریافت کرتیں اور میرے پاس آ جانے کے بعد ان سے بھی محبت اور شفقت کا سلوک کرتیں ۔ اور میری بیوی کو ہمیشہ اپنی بہو کہتیں اور جلسہ سالانہ قادیان یا حیدرآباد جہاں کہیں میری بیوی ان سے ملتیں ۔ تو دوسروں کو فخریہ طور پر کہتیں کہ میری بہو ہے اور اپنی بہو کو محبت کے تحفے دیتیں ۔

میں جب بھی جنوبی ہند کے دورہ پر جاتا اگر یادگیر نہ جا سکتا ۔ اور مرحومہ کو علم ہوتا کہ میں حیدرآباد یا چنتہ کنٹہ آ رہا ہوں ۔ تو وہاں ہی مجھ سے ملاقات کے لئے تشریف لے آتیں اور محبت سے فرماتیں کہ میں تم سے ملنے کیلئے آ گئی ہوں ۔ اور میرے بچوں کی خیر و عافیت پوچھتیں ۔

گذشتہ رمضان المبارک میں عزیزم مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے نظارت دعوۃ و تبلیغ سے یہ خواہش کی ۔ کہ درس القرآن کے سلسلہ میں خاکسار کو یادگیر بھجوایا جائے ۔ نظارت نے ارشاد فرمایا ۔ میں یادگیر چلا گیا ۔ مرحومہ کو مجھے دیکھ کر از حد خوشی ہوئی اور فرمایا ۔ کہ آجکل میرا مزاج ٹھیک نہیں رہتا ۔ بلڈ پریشر کی وجہ سے کمزوری بہت زیادہ ہے ۔ شوگر بھی زیادہ ہو گئی ہے ۔ روزہ تو رکھ نہیں سکتی ۔ مگر نمازیں اور قرآن مجید اب بھی پڑھتی ہوں ۔ بڑی خواہش تھی کہ تم سے مل لوں ۔ زندگی کا اعتبار نہیں ۔ اس لئے تم افطاری اور کھانے سے فارغ ہو کر کھانا ۔ عزیزم مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب کے ہاں کھاتا تھا ۔ میرے پاس آ جایا کرو ۔ چنانچہ میں ارشاد کی تعمیل میں روزانہ اپنی اماں کے پاس جاتا ۔ وہ شفقت آمیز پیرایہ میں اپنے اور خاندان کے حالات زندگی سناتیں ۔ اور میرے اور میرے اہل و عیال کے لئے دعائیں کرتیں ۔ اور قریباً روزانہ ہی اس خواہش کا ذکر فرماتیں ۔ کہ میرا ارادہ ہے کہ میں مسجد احمدیہ یادگیر کے پاس اپنی طرف سے دو کمرے بنوا دوں ۔ جس میں مبلغین اور مرکزی کارکنان آ کر ٹھہر سکیں ۔ اور ان مہمانوں کے آرام کے لئے وہ سب سہولتیں ہوں ۔ مجھے امید ہے کہ خاندان شیخ حسن مرحوم کے افراد مرحومہ کی اس خواہش کی تکمیل کی طرف ضرور توجہ فرمائیں گے ۔

میں تو عید الفطر سے دو روز قبل ہی بمبئی آ گیا ۔ عید کے بعد مرحومہ منجھلی اماں واپس حیدرآباد چلی گئیں ۔ ان کا قیام حیدرآباد میں برادرم مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چنتہ کنٹہ کے پاس ہی ہوتا تھا ۔ کہ اچانک اطلاع آئی کہ منجھلی اماں مرحومہ دل کے عارضہ سے بیمار ہو کر نرسنگ ہوم میں داخل ہیں ۔ دعائیں کیں علاج ہوا ۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ صحتیاب ہو کر مکان آ گئی ہیں ۔ مگر چند روز بعد پھر دل کا دوبارہ حملہ ہوا جس سے جانبر نہ ہو سکیں ۔ اور ۲۲ / جنوری ۱۹۷۱ء کی شام کو انتقال ہو گیا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ میں تو مرحومہ کی مرض الموت میں حیدرآباد میں جا نہ سکا نہ خدمت کا موقعہ مل سکا نہ آخری ملاقات کر سکا ۔ جس کی حسرت دل میں ہے ۔ مگر میرا بیٹا عزیزم صدیق احمد وہاں تھا ۔ جس کو وہ اپنا پوتا کہتی تھیں اس کو ان کی خدمت کا موقعہ ملا ۔ جس سے ایک حد تک دل کو اطمینان ہوا ۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مدارج عطا فرمائے ۔ اور سب پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے ۔

آمین

خاتم النبیین کے بہترین معنی - بزرگانِ اُمت کی نگاہ میں

از مکرم مولوی محمد حمید الدین صاحب شمس ـ قادیان

جماعت احمدیہ اور دوسرے مسلمانوں کے مابین آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں جو اختلاف ہے وہ نبوت کی حقیقت کے سمجھنے پر موقوف ہے اصولی امر یہ ہے کہ نبوت کی تعریف کو سمجھا جائے کہ نبوت کیا ہے۔ اور اس کی حقیقت کیا ہے۔ بعض لوگ یہ خیال رکھتے ہیں کہ صرف نبی وہ ہوتا ہے جو صاحب شریعت ہو۔ حالانکہ نبی بغیر شریعت کے بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے نبوت کی حقیقت کا سمجھنا ضروری ہے۔

نبوت کی حقیقت

نبی کا لفظ فعیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اور یہ عربی میں نبوت مصدر سے بنایا گیا ہے۔ اور اس کا مادہ نباء ہے۔ اور نباء اس اہم خبر کو کہتے ہیں جو آئندہ زمانہ کے متعلق ہو۔

اہل لغت کے نزدیک نبوت کی حقیقت

لغت کی کتاب "اقرب الموارد" میں بیان ہے۔ "المنبوة الاخبار من الله" کہ نبوت کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینا۔

از روئے قرآن نبوت کی حقیقت

ارشاد ربانی ہے کہ لا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول (سورۃ جن) کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا سوائے اس شخص کے جس کو وہ مرتضیٰ اور رسول بنائے۔

اس آیت کریمہ میں خدا تعالیٰ نے نبوت کی تعریف بیان کی ہے۔ اور نبوت کی بڑی شرط اخبار من الغیب بیان فرمائی نیز یہاں "علیٰ غیبہ" استعمال کر کے بتایا کہ نبیوں کو ہی خالص اپنا علم غیب عطا کرتا ہوں اور بکثرت غیب کی باتیں بیان کرنے کی طاقت بخشتا ہوں۔

بزرگانِ اسلام کے نزدیک نبوت کی حقیقت

(۱) الشیخ محمد عبدہ مصری فرماتے ہیں:

"فهذا الاخبار الغيبي قبل حصوله يسمى النبوة" [illegible] کہ اخبار غیبیہ کی قبل از وقوع اطلاع [illegible] نبوت کہلاتا ہے۔

امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:-

"فاذا [illegible] بادیه النبی [illegible] الله [illegible] ما امتاز [illegible]"

(رد [illegible] ابن تیمیہ ج ۲)

یعنی جس امر کے ساتھ نبی نبی بنتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا اس کو اخبار غیب پر مطلع کرنا ہے۔ اور یہی چیز اس کو غیر نبیا سے امتیاز بخشتی ہے۔

امام موصوف مزید وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

لیس من شرط الرسول ان یأتی بالشریعة۔

(کتاب النبوۃ)

کہ رسول کے لئے ضروری نہیں کہ وہ شریعت لائے اور ان بزرگان اسلام کے نظریہ کے مطابق ہی بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نبی کی تعریف فرمائی ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہونا چاہیئے۔

حضور فرماتے ہیں:-

"(۱) عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا ہو جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے"۔

(ایک غلطی کا ازالہ)

(۲) نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے"۔ (چشمہ معرفت)

(۳) یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیا گیا۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہو شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔

(ضمیمہ [illegible])

(۴) حضور فرماتے ہیں:-

"احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلعم کی اُمت سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ ہوگا اور کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو ...... غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

بزرگان کی تحریرات کی روشنی میں یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ نبوت کی دو قسمیں ہیں۔ شرعی اور غیر شرعی۔ اب خاتم النبیین کی تشریح بزرگان اُمت سے ہوتی ہے اس سے پتہ چل جائے گا کہ کونسی نبوت ختم ہے۔

بزرگانِ اُمت کا نظریہ خاتم النبیین کے متعلق

عن مغیرة بن شعبة ان رجلا قال عنده صلى الله على محمد صاحب خاتم [illegible] ولا نبی بعده فقال المغيرة بن شعبة [illegible] تقول انه خاتم الانبیاء فانا کنا نتحدث فی عهد رسول الله صلعم ان عیسیٰ سوف یظهر فاذا خرج فقد کان نبیاً قبله وبعده۔

(در منثور زیر آیت خاتم النبیین)

یعنی حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس پر حضرت مغیرہ نے اسے کہا کہ یہ کہنا کافی ہے کہ حضور خاتم الانبیاء ہیں یہ کہنا نہیں چاہیئے کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہوگا کیونکہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کہا کرتے تھے کہ عیسیٰ ظاہر ہوں گے اور جب وہ ظاہر ہوں گے تو وہ نبی ہوں گے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

ختم به النبیون ای لا یوجد بعده من یأمره الله سبحانه بالتشریع علی الناس۔

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں ہو سکتا جسے خدا تعالیٰ کوئی نئی شریعت دے کر مبعوث کرے۔

(تفہیمات الٰہیہ جلد دوم صفحہ ۷۲)

عارف ربانی حضرت عبدالکریم جیلانی رحؒ لکھتے ہیں:-

فانقطع حکم نبوة التشریع بعده وکان محمد خاتم النبیین لانه جاء بالکمال ولم یجیٔ احد بذالك۔

(الانسان الکامل جلد ۱ صفحہ ۹۸ مطبوعہ مصر)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریعی نبوت کا حکم منقطع ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین قرار پائے کیونکہ آپ اپنی کامل شریعت لے کر آئے تھے۔ جو کوئی اور نبی نہیں لایا۔

امام علی القاری علیہ الرحمۃ جو فقہ حنفیہ کے جلیل القدر امام ہیں۔ وہ خاتم النبیین کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

[illegible] نبی بعده یأتی [illegible] ینسخ ملته ولم [illegible] امته

(موضوعات کبیر صفحہ ۵۸-۵۹)

کہ خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔

(باقی صفحہ ۱۲ کالم ۲ پر)

مجلس خدام الاحمدیہ سرینگر کا ایک خصوصی اجلاس

مورخہ ۲۴ ر ماہ جنوری ۱۹۷۱ء کو مجلس خدام الاحمدیہ سرینگر کا ایک خصوصی اجلاس زیر صدارت مکرم ڈاکٹر منظفر احمد صاحب ایم. بی بی ایس نائب قائد مجلس صوبائی منعقد ہوا۔ خاکسار کی تلاوتِ قرآن پاک اور مکرم مسعود احمد صاحب کی نظم خوانی کے بعد خاکسار نے مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض و غایت کے موضوع پر مکرم شبیل احمد صاحب نے خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں کے عنوان پر اور مکرم رفیق احمد صاحب نے ضرورتِ ہدی کے عنوان پر تقاریر کیں۔

آخر میں صاحبِ صدر نے مجلس خدام الاحمدیہ کی اہمیت کے موضوع پر روشنی ڈالی اختتامی تقریر کے بعد خاکسار نے اجتماعی دعا کرائی۔ اور جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

خاکسار عبدالمجید احمدی

جنرل سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ صوبائی۔

اضافہ مال کا گر

از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کریگا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال چھوڑتا ہے۔ وہ ضرور اُسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔"

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ۳۰ر اپریل کو ختم ہو رہا ہے۔ اور ۱/۲ ۱۳ تک پوزیشن چندہ جات تمام جماعتوں کو بھجوائی جا چکی ہے۔

عہدیداران جماعت و مبلغین کرام جلد توجہ فرمادیں اور کوشش کریں کہ اگر کسی دوست کے ذمہ بقایا ہے تو وہ جلد اس کی ادائیگی کرے اور اس عہد کو پورا کرے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔

بڑی خوش قسمت ہے وہ جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے خدا کے دین کے لئے کئے ہوئے وعدہ کو پورا کرے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

صدقہ اور اجتماعی دعا

مؤقت روزنامہ بدر کے ذریعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے گھٹنے میں گرجانے کی تشویشناک اطلاع پڑھ کر جماعت احمدیہ [illegible] کے تمام افراد کو دلی صدمہ پہنچا۔ حضور پُرنور کی کامل و عاجل شفا یابی کے لئے احباب جماعت نے مورخہ ۱۷ر تبلیغ رفروری بروز جمعہ اجتماعی دعا کی۔ اور جماعت کی طرف سے [illegible] بطور صدقہ ذبح کر کے غرباء میں تقسیم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو قبول فرما کر ہمارے پیارے آقا کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے۔ آمین۔

خاکسار مرزا شبیر علی بیگ

(صدر جماعت احمدیہ [illegible] گوڑا اڑیسہ)

آپ کا چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ شہادت ۱۳۵۰ ہش (ماہ اپریل ۱۹۷۱ء) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ دس روپے بھجوا کر ممنون فرمائیں تا کہ ان کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اگر ان کی طرف سے چندہ وصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔

امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیشِ نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔

مینیجر اخبار بدر قادیان

نمبر خریداری	اسماء خریداران
۱۰۱۰	ڈاکٹر محمد سعید صاحب
۱۰۷۰	سید غلام مصطفیٰ صاحب
۱۰۹۷	سیٹھ محمد الیاس صاحب
۱۰۹۸	سیٹھ محمد الیاس صاحب
۱۰۹۹	سیٹھ محمد الیاس صاحب
۱۱۰۱	محمودہ بیگم صاحبہ
۱۱۰۷	میاں مظفر الدین صاحب پنجابی
۱۱۳۰	جاوید خورشید صاحب
۱۱۵۱	نبی محمد صاحب
۱۱۶۲	میسرز الیٹرن ٹریڈرز
۱۱۶۵	محمد علی لائبریری
۱۱۷۱	سنٹرل لائبریری
۱۲۱۰	میسرز ہندوستان پیپر مارٹ
۱۲۹۸	شیخ محمد لطیف صاحب
۱۳۲۷	سید نصرت عالم صاحب
۱۳۶۱	صدیق امیر علی صاحب
۱۳۷۴	نیشنل لائبریری
۱۳۸۹	احمدیہ لائبریری
۱۴۹۳	پروفیسر مصلح الدین صاحب
۱۴۹۸	اے جے کوثر صاحب
۱۴۹۹	اعجاز فاطمہ صاحبہ
۱۵۱۱	سلیمہ بیگم صاحبہ
۱۵۱۲	سید عبدالقدیر صاحب
۱۵۱۴	محمود احمد صاحب
۱۵۲۴	مولوی سید محمد احمد صاحب
۱۵۲۶	محمد فہیم صاحب
۱۵۹۲	انجمن احمدیہ
۱۵۹۳	سیٹھ محمد الیاس صاحب
۱۵۹۸	سید منظور احمد صاحب
۱۶۰۰	سید یعقوب الرحمٰن صاحب
۱۶۸۶	مولوی اکبر صاحب پہنچی
۱۷۷۵	سید نصرت المجتہدی صاحب
۱۷۸۱	لئیق احمد صاحب
۱۷۸۲	ماسٹر جعفر علی صاحب
۱۸۰۱	محمد عثمان صاحب
۱۸۰۲	حافظ عبدالغفار خان صاحب
۱۸۰۳	میاں نذیر حسین صاحب زہرہ
۱۹۷۱	ابرار احمد صاحب

بقیہ صفحہ نمبر ۹

ان معنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر کوئی نبی آنحضرت صلعم کی امت میں رہ کر نبوت کا دعویٰ کرے اور وہ غیر شرعی ہو تو اس سے خاتم النبیین کی شان میں کوئی خرابی لاحق نہیں ہوتی اور مسیح آخر الزمان نے بھی یہی معنے کئے [illegible] نبوت کو بغیر شریعت اور آنحضرت صلعم کی اتباع اور غلامی کا پیش کیا ہے۔

حضور فرماتے ہیں:-

یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلعم کی پیروی کی وجہ سے حاصل ہوا ہے اگر میں آنحضرت صلعم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴)

اللہ تعالیٰ نے ہمارے مسلمان بھائیوں کو توفیق دے کہ نبوت کی حقیقت کو پہچانیں اور خاتم النبیین کے مفہوم کو سمجھیں جیسا کہ بزرگانِ امت مسلمہ نے بیان فرمایا۔

وما علینا الا البلاغ

اداریہ بقیہ صفحہ (۲)

پچھلے دنوں جنوبی ہند کے ایک دور افتادہ مقام پر ایک غیر تربیت یافتہ ناپختہ علم نو احمدی سے قبولیتِ دعا کے دعوے کے سلسلہ میں جو بیہودہ حرکت سرزد ہوئی وہ احمدیت کی تعلیم کے سراسر منافی اور اسے بدنام کرنے والی تھی۔ ہم صاف لفظوں میں ایسی حرکت سے بیزاری اور لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں ــــ جماعتِ احمدیہ نے اس رنگ کی قبولیتِ دُعا کا نہ کبھی دعویٰ کیا ہے اور نہ ہی کسی پختہ کار احمدی سے آج تک اس قسم کا اظہار ہوا ہے۔ مرکزی تنظیم ایسے شخص سے جواب طلبی کر رہی ہے۔ اور ہمیں خوشی ہے کہ اس علاقہ کے پختہ کار احمدی احباب نے ایسے افراد کی اس حرکت سے اسی وقت لاتعلقی اور بیزاری کا اظہار کیا اور حقیقی غیرتِ ایمانی کا تقاضا بھی یہی ہے۔

ماسوا اس کے اس نام نہاد مولوی صاحب نے اس موقعہ پر جس قسم کے ٹونے ٹوٹکے کئے اور جماعتِ احمدیہ کی طرف منسوب ہوتے ہوئے جماعت کو بدنام کرنے کی غیر شعوری حرکت کا ارتکاب کیا۔ ہم ان سب حرکات سے بھی بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور جیسا کہ اس علاقہ کے ایک مؤقر اخبار نے جماعتِ احمدیہ کی نسبت اپنے علم اور واقفیت کا اظہار کیا ہے۔ جماعتِ احمدیہ تمام دیگر اسلامی فرقوں سے اس رنگ میں بھی امتیازی شان رکھتی ہے کہ وہ کسی طرح کے شرک و بدعت کی باتوں کی اصلاً قائل نہیں۔ نہ صرف قائل نہیں بلکہ ہمیشہ ہی ایسے افعال کے خلاف مصروفِ جہاد رہی ہے۔

اس افسوسناک اطلاع کے بعد ہم تمام احبابِ جماعت سے گزارش کریں گے کہ وہ اپنے یہاں اس قسم کے انتظامات رکھیں کہ جملہ افرادِ جماعت کو جماعت کی خصوصی تعلیمات سے اچھی طرح آگاہی ہو۔ احباب کو مطالعہ کے ذریعہ اپنا علم بڑھاتے رہنا اور اُسے پختہ بنانے کی ہمیشہ ہی کوشش میں لگے رہنا چاہیئے تا جب بھی کوئی ایسا موقعہ آئے تو اُن کا ذاتی علم اُن کی راہنمائی کرے اور حق کے ہر متلاشی کو آپ کے ذریعہ جماعت کے بارے میں جو آگہی حاصل ہو وہ جماعت کی علمی عزت و عظمت بڑھانے اور باہر کی دنیا کے دلوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیت لینے کا موجب ہو۔ جوں جوں جماعت کا دائرہ وسعت پذیر ہوتا جا رہا ہے، پرانے احبابِ جماعت کا یہ فرض بھی بڑھتا جا رہا ہے کہ نئی پود کو اور جماعت میں نئے داخل ہونے والے احباب کو جماعت کی صحیح تعلیمات سے پورے رنگ میں واقف و آگاہ کرتے رہیں۔ بلکہ وقتاً فوقتاً ان کا امتحان بھی لیتے رہیں۔ تا ہر وقت اُن کا علم پختہ رہے اور کمی علم کے باعث کسی جگہ اس تلخ تجربہ کا اعادہ نہ ہونے پائے۔ بہرحال یہ ایک بڑی ذمہ داری ہے، جو ہر نیا آنیوالا دن جماعت کی وسعت کے نتیجہ میں احبابِ جماعت پر وارد کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قادرِ مطلق خدا اپنے خاص فضل سے ہم سب کو اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق دیتا چلا جائے۔

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

وقفِ جدید کے نئے سال کیلئے اپنے وعدہ جات سے

جلد مطلع فرماویں

قبل ازیں بھی اعلان کیا جا چکا ہے کہ وقفِ جدید کا نیا سال مورخہ یکم صلح ۱۳۵۰ ہش (جنوری ۱۹۷۱ء) سے شروع ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض جماعتوں نے نہ صرف اپنے وعدہ جات پیش فرمائے ہیں بلکہ ان میں سے بعض احباب نے اپنے وعدہ جات کی نقد ادائیگی کر کے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کی سعیٔ عظیم فرمائی ہے۔

یہ لازمی ہے کہ تمام جماعتوں کے عہدیداران اعلانِ ہذا کو دیکھتے ہی اپنے وعدہ جات کی فہرستیں مرتب فرما دیں۔ اور فوری طور پر دفترِ ہذا کو ارسال فرماویں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے کارکنان (عہدیداران) کو اس کی توفیق عطا فرماوے آمین۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

ایک جرمن نومسلم احمدی بھائی کے ایمان افروز تاثرات

بقیہ صفحہ اوّل

کو میں پوری طرح بھول گیا۔

مجھے یہاں پر اپنے قیام کے بقیہ ایام میں یہ معلوم ہوا کہ یہ لمحات جو مجھے یہاں گذارنے کی فرصت ملی درحقیقت تمام جماعت کا اپنے دور دراز سے آنے والے بھائی کے لئے محبت اور پیار کا ایک حسین تحفہ تھا۔ ورنہ درحقیقت یہ کمرہ دن اور رات کے تمام لمحات میں دو دو بلکہ تین تین دعا کرنے والے افراد سے پُر رہتا ہے جو باری باری یہاں آکر دُعا میں روحانی تسکین اور ایمانی تر و تازگی تلاش کرتے اور پاتے ہیں۔

قادیان میں میرے (تین روزہ) قیام کے دوران ایک اور مقام جسکی طرف میرے قدم بار بار بے اختیار چل پڑتے تھے ــــ وہ بہشتی مقبرہ تھا ــــ جہاں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے اولین صحابہؓ مدفون ہیں ــــ میں نے یہاں پر کئی گھنٹے گذارے ــــ ۲۲ر دسمبر ۱۹۷۰ء کو بعد دوپہر میں ایک مرتبہ پھر اس پُر سکون مقام پر گیا کیونکہ مجھے علم تھا کہ اگلے روز کی صبح کو میری یہاں سے واپسی ہے۔

اب یہاں پر مجھے ایک اور واقعہ درپیش آیا ــــ جس نے مجھے پاتال تک ہلا دیا۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام اور اولین اصحاب حضرت مسیح موعودؑ رضوان اللہ علیہم کے مبارک مزار وں پر دعا کے بعد میں محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے والدین کو جو وہاں سے قریب ہی آرام کی ابدی نیند سو رہے ہیں۔ اُن کے فرزند کا آخری سلام پہنچانے اور اپنی طرف سے الوداع کہنے کے لئے ان کے مزار پر حاضر ہوا۔ میں نے دُعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر اپنی آنکھوں پر رکھے ــــ محترم چوہدری صاحب موصوف کی والدہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے سامنے کھڑے ہوئے ابھی مجھے چند منٹ ہی ہوئے تھے کہ یکایک میں نے اپنے دِل میں شدید ہیجان خیز رقت کے جذبات کو محسوس کیا ــــ ایک ایسی کیفیت جس سے اب تک میں ناآشنا تھا ــــ میری آنکھوں سے ایک نہ تھمنے والا آنسوؤں کا سیلاب رواں تھا۔ اسی لمحہ میں نے اپنی بند آنکھوں سے دیکھا ــــ

(آپ اسے خواب کہہ لیجئے۔ اس کا نام واہمہ یا تصوّر رکھ لیجئے۔ آپ جو چاہیں اس کا نام رکھیں۔ لیکن میرے لئے ایسا ہی حقیقی تھا جیسے یہ کاغذ جس پر اس وقت میرا قلم چل رہا ہے) ــــ کہ قبر کے سامنے زمین پر ایک دھبہ سا نمودار ہوا ہے جیسے گیلی جگہ ہو ــــ زمین کا یہ چھوٹا سا گول ٹکڑا ابلیٹ کے برابر دھنستا ہوا معلوم ہوا اور محسوس ہوا ــــ اس سوراخ میں سے پانی نکلا جو پہلے کیچڑ سا تھا پھر چند لمحوں میں ہی یہ صاف شفاف۔ ٹھنڈے اور شیریں پانی کا چشمہ بن کر اُبل پڑا ــــ اس نادر چشمے کے پانی کے کھولنے کا زیر و بم ایسے ہی تھا جیسے قلبِ انسانی کی حرکت۔

میں نے جو کچھ اس لمحہ میں پایا اسے حیطۂ تحریر میں نہیں لا سکتا ــــ میری ہستی کو ہلا کے رکھ دیا گیا ــــ میرے دل میں اضطراب اور خوشی کے ملے جُلے جذبات تھے ــــ میری آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک نہ تھمنے والا سیلاب رواں تھا۔

تب میں نے جان لیا ــــ ہاں میں نے پورے یقین کے ساتھ جان لیا ــــ کہ یہ سرزمین بے پناہ طاقت اور لازوال قوت کا عظیم سرچشمہ ہے ــــ لیکن یہ طاقت تباہ کن اور تشدّد آمیز نہیں ــــ بلکہ محبت کی ابدی طاقت ــــ زندگی بخش طاقت ہے ــــ وہ طاقت جو مادرِ مہربان کا دل نواز سکتا ہے ــــ وہ طاقت جو خود اللہ تعالیٰ نے بندوں کو عطا کی ہے۔ میں نے اس وقت یکایک یہ بھی جان لیا کہ اس قوت کا سرچشمہ اور منبع کہاں ہے؟.... جو تمام دنیا میں پیغامِ احمدیت کے ذریعہ اسلام کے نور سے منور ہو کر اسلام کو محض ایک سوسائٹی کی حیثیت سے نہیں بلکہ مدارِ حیات۔ ایک ضابطہ اور زندگی کا مشن سمجھتے ہوئے قبول کر کے خدائے حقیقی کے قرب کو تلاش کرنیوالے انسانوں میں جلوہ گر نظر آتی ہے۔

آپ مجھ سے یہ نہ پوچھئے کہ میں نے اس واقعہ کا کیا جواز تلاش کیا ہے؟ یہ واقعہ عین مذکورہ قبر پر کیوں پیش آیا ــــ میں نے وہاں پر چشمہ پایا۔ آج بھی اور جتنی مرتبہ بھی میرا خیال جاتا ہے مجھے خوشی اور طمانیت عطا ہوتی ہے جس سے میری آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں۔ اس راز کی حقیقت کو میں خود بھی نہیں جانتا اور شاید کبھی جان بھی نہیں سکوں گا ــــ ہاں اس زمینی زندگی میں کبھی بھی نہیں!

اخبارِ احمدیہ بقیہ صفحہ اوّل

... آم سرے گئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ... اپریشن کو کامیاب بنا دے اور بینائی قائم رکھے اور ہر طرح فضل فرمائے آمین۔

★ یکم امان۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ... اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں الحمد للہ۔

انسپکٹران بیت المال تحریکِ جدید و وقفِ جدید و مبلغین سلسلہ توجہ فرمائیں

دربارہ انتخاب عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ

چونکہ مقامی جماعتوں کے موجودہ عہدیداران کی میعاد ۳۰ اپریل ۱۹۷۱ء کو ختم ہو جائے گی۔ اس لئے تمام جماعتوں کو لازم ہے کہ نئے عہدیداران کا انتخاب کر کے ۳۰ اپریل سے قبل عہدیداران کی فہرستیں نظارتِ علیا میں بھجوا دیں۔ نئے عہدیدار یکم مئی ۱۹۷۱ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۷۴ء تک تین سال کے لئے منتخب کئے جائیں گے۔ اور ان کا انتخاب ان قواعد کے ماتحت ہوگا جو جملہ جماعتوں کے پاس موجود ہیں۔ اگر کسی جماعت کو قواعد کی مزید کاپیاں درکار ہوں تو طلب کرنے پر بھجوائی جاسکیں گی۔ انتخابی جلسوں کے صدر صاحبان کا فرض ہے کہ وہ خود ان قواعد کی پابندی کریں۔ اور جماعتوں سے بھی کرائیں۔ مبلغین سلسلہ اور انسپکٹران بیت المال۔ تحریک جدید۔ وقف جدید سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے دوروں میں ہر ایک جماعت میں جہاں وہ جائیں ان قواعد کے ماتحت عہدیداران کا انتخاب کرائیں گے۔ لیکن ان کو خود انتخاب میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہے۔ ان کا کام صرف انتخابات کے لئے جماعتوں میں تحریک کرنا ہے۔ البتہ وہ اس امر کی نگرانی رکھنے کے لئے کہ اجلاس کی کارروائی قواعد کے ماتحت ہو رہی ہے اجلاس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اور اصلاح نہ ہو سکنے کی صورت میں مرکز (نظارتِ عُلیا) کو اپنی رپورٹ بھیج سکتے ہیں۔ مگر یہ کام فوری طور پر ہونا چاہیئے۔ تا ایسا نہ ہو کہ کسی خلافِ قاعدہ کارروائی کی منظوری مرکز سے پہلے ہو جائے اور اُن کی رپورٹ بعد میں آئے۔

امراء اور نائب امراء کے انتخابات تا اطلاعِ ثانی نہ کئے جائیں۔

ناظرِ اعلیٰ قادیان

اعلانِ معافی

جملہ احبابِ جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ آج سے قریباً اڑھائی سال قبل مرزا محمد اقبال صاحب درویش قادیان کو ان کی بعض نامناسب حرکات کی وجہ سے اخراج از جماعت، مقاطعہ اور اخراج از قادیان و پنجاب کی سزا دی گئی تھی۔ اب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت مرزا محمد اقبال کی سزا اخراج از جماعت اور مقاطعہ کو معاف فرما دیا ہے۔ لیکن ان کی سزا اخراج از قادیان و پنجاب کو سر دست بحال رکھا ہے۔

ناظر امورِ عامہ قادیان

ضروری اعلان

جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ نظارت ہذا میں یہ رپورٹ موصول ہوئی ہے کہ ایک شخص مسمی محمد احمد جو اپنے آپ کو احمدی بتاتا ہے اور یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ وہ حیدر آباد سے آیا ہے اور تبلیغی اغراض کے لئے دورہ کر رہا ہے اور جماعتوں سے مالی منفعت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جماعتیں آگاہ رہیں کہ یہ شخص مشکوک ہے۔ نہ تو یہ شخص وفدِ تبلیغ کا مبلغ ہے اور نہ ہی نظامتِ وقفِ جدید کا معلم۔ اور نہ ہی کسی جماعت کا ایسا فرد ہے جسے وقفِ عارضی کے سلسلہ میں بھجوایا گیا ہو۔ بلکہ یہ شخص مشکوک [illegible] ہے۔ محض ذریعہ [illegible] مالی منفعت [illegible] بنا رہا ہے [illegible]۔ عہدیداران، مبلغین اور معلمین کرام ہوشیار اور محتاط رہیں۔

ناظر امورِ عامہ قادیان

اخبار بدر کی ملکیت و دیگر تفصیلات کا بیان

بموجب پریس رجسٹریشن فارم ۴ قاعدہ ۸

(۱) مقامِ اشاعت	قادیان
(۲) وقفہ اشاعت	ہفتہ وار
(۳) (۴) پرنٹر پبلشر	ملک صلاح الدین ایم۔اے
قومیت	ہندوستانی
پتہ	محلہ احمدیہ قادیان
(۵) ایڈیٹر کا نام	محمد حفیظ بقاپوری
قومیت	ہندوستانی
پتہ	محلہ احمدیہ قادیان

(۶) اخبار کے مالک افراد یا ادارہ کا نام — صدر انجمن احمدیہ قادیان

مَیں ملک صلاح الدین اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات جہاں تک میری اطلاعات اور علم ہے صحیح ہیں۔

ملک صلاح الدین ایم۔اے
پبلشر اخبار بدر قادیان
یکم مارچ ۱۹۷۱ء

معذرت اور تصحیح

بدر کی گزشتہ اشاعت میں اسی جگہ "عہدیدارانِ لجنہ اماء اللہ بھدرواہ کا انتخاب اور حسنِ کارکردگی" کے عنوان سے ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں مقامی جماعت کی لجنہ اماء اللہ کے انتخابات کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔ اصولاً ایسے انتخابات متعلقہ مرکزی شعبہ کی منظوری کے بعد ہی شائع کئے جاتے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ضابطہ کی اس کارروائی کے بغیر ہی اعلان کا یہ حصہ سہواً شائع ہوگیا ہے۔ جس کے لئے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ رپورٹ کے اس حصہ کو کالعدم سمجھا جائے۔

(ایڈیٹر بدر)

خط و کتابت کرتے ہوئے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے (مینیجر بدر)

یہ مت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پرزہ نہیں مل سکتا۔ اور یہ پرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھیئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے، ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ { "Autocentre" } فون نمبرز { 23-1652 / 23-5222